مریم عزیز

دستِ مرہم شناسائی

مکمل ناول

سمیر کی چوتھی پکار پر اس نے جلدی سے صابن سے سجے منہ پر پانی پھینکا اور باہر نکلی۔

"کیا ہوا؟" اس نے گھبرا کر سمیر سے پوچھا۔

"امی بلا رہی ہیں' کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔" اس کی گھبراہٹ کے جواب میں بڑی تسلی سے جواب آیا تھا۔

"سمیر کے بچے!" وہ دانت پیس کر اس کی طرف لپکی' لیکن وہ اس سے پہلے بھاگ کھڑا ہوا تھا۔

"امی! اسے دیکھیں۔ ٹھیک سے منہ بھی نہیں دھونے دیا۔ ابھی بھی سارا صابن گردن پر لگا ہے۔"

اس نے گردن پر ہاتھ پھیر کر ان کے سامنے کیا۔

"میں نے ہی سمیر کو تمہیں بلانے کو کہا تھا۔ کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے اور تم جو واش روم میں گھستی ہو تو باہر نکلنے کا نام ہی نہیں لیتیں۔"

"امی! میرا خیال ہے فرشتوں نے غلطی سے باجی کو انسانوں والی شکل دے دی' ورنہ انہیں تو کوئی مچھلی ٹائپ چیز ہونا چاہیے تھا۔"

"اور اپنے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے' شکل دیکھی ہے اپنی جوہڑ کے مینڈک جیسی۔" وہ کھانا کھاتے ہوئے بولی۔

"زینب! چپ کر کے کھانا کھاؤ۔"

ان دونوں کو چونچ لڑاتا دیکھ کر انہیں ٹوکنا پڑا۔ فون کی گھنٹی پر حمیرا اٹھنے لگیں' جب زینب نے انہیں روک دیا' وہ تیزی سے اٹھی تھی۔ پھر جس تیزی سے وہ گئی تھی اسی تیزی سے واپس آئی تھی۔

"زینب آرام سے کھاؤ' کس چیز کی جلدی ہے۔"

اسے تیزی سے منہ میں نوالے ڈالتا دیکھ کر انہیں ٹوکنا پڑا۔

"مجھے عمارہ کی طرف جانا ہے۔" اس نے پانی کا بڑا سا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"عمارہ کا گھر یہیں ہے' کہیں بھاگا نہیں جا رہا۔ سارا دن کالج میں اکٹھا گزار کر آتی ہو' پھر بھی تم دونوں کو چین نہیں آتا۔" ان کی جھنجلاہٹ کا دوسری طرف کوئی اثر نہیں تھا۔ وہ دوپٹہ لیتی ہوئی باہر کی طرف نکل رہی تھی۔

"جلدی آجانا۔" نکلنے سے پہلے اس نے حمیرا کی آواز سنی تھی۔

دو گھر چھوڑ کر تیسرا گھر عمارہ کا تھا۔ بیل بجانے کا تردد وہ پہلے بھی نہیں کرتی تھی اور اس وقت تو گیٹ کھلا تھا۔ مطمئن انداز میں چلتی ہوئی سیدھی اندر آگئی۔ لاؤنج کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تو سارا لاؤنج سنسان پڑا تھا۔ اس نے حیرت سے اردگرد نظریں دوڑائیں۔

"عمارہ!" اس نے ایک کے بعد دوسری' پھر تیسری آواز دی' پانچویں صدا پر آواز اس کے حلق میں ہی رہ گئی۔ اس کے بالکل سامنے کھڑا شخص ناگوار تاثر لیے اسے گھور رہا تھا۔

"یہ کہاں سے آگئے؟" وہ منہ میں بدبدائی' جانتی تھی اب اسے تمیز پر ایک لمبا لیکچر ملنے والا ہے۔ اپنی بے زاری چھپانے کے لیے اس نے سر جھکا لیا۔

Scan & PDF FIAZ AHMED Friends Korner.com

"انسان میں ذرا سی تو عقل ہونی چاہیے' اتنی زور سے چلاتے ہیں، تمہیں کیا لگتا ہے یہاں رہنے والے بہرے ہیں' اندر میرے دوست بیٹھے ہیں' کیا سوچ رہے ہوں گے۔"

"آپ کے دوست ہیں۔ ان کو سوچنا کیا خاک آتا ہو گا۔" وہ دل میں اس سے مخاطب ہوئی تھی۔

"کب عقل آئے گی تمہیں؟"

"کبھی نہیں۔" دل میں جواب دے کر بڑی مشکل سے اس نے اپنی ہنسی کو روکا تھا۔

"ہادی!" ڈرائنگ روم سے آئی پکار پر اس نے سر موڑ کر پیچھے دیکھا اور اسے ایک گھوری سے نوازنے کے بعد واپس مڑ گیا۔ جبکہ اتنی جلدی جان چھوٹ جانے پر گہرا سانس لے کر جھکا سر اٹھاتے ہوئے اس کی پشت کو دیکھ کر منہ چڑایا۔

"کہاں دفعان ہو گئی تھیں مجھے بلا کر اور جھوٹ کیوں بولا کہ اکیلی ہو؟" عمارہ کو دیکھ کر وہ برس پڑی۔

"جھوٹ کب بولا' اکیلی ہی تھی' ابھی تمہیں فون کر کے بیٹھی ہی تھی تو بھائی اپنے دوستوں کے ساتھ آ گئے' لیکن تم بتاؤ بھائی نے کچھ کہا؟"

"کہنا کیا ہے' قسمت ہی خراب ہے' تمہیں بلانے کے لیے آواز دی تھی' تمہارے بجائے ہٹلر صاحب سامنے آ گئے۔" اس نے برا سا منہ بنایا۔

"چلو تمہارے لیے ایک مزے کی چیز رکھی ہے۔" وہ زینب کا ہاتھ پکڑ کر اسے کچن میں لے آئی' فریزر سے دو پیالیاں نکال کر اس کے سامنے رکھیں۔ "بھائی اپنے دوستوں کے لیے لائے تھے' میں نے دو یہیں اڑا لیے' سوچا دونوں کھائیں گے۔"

آئس کریم دیکھ کر اس کے منہ میں پانی آ گیا۔ "بڑا زبردست سوچا ہے۔" وہ آئس کریم منہ میں ڈالتے ہوئے بولی۔

"ویسے آنٹی کہاں ہیں؟"

"امی عالیہ آپی کی طرف گئی ہیں اور ابو آفس۔"

"عالیہ آپی کا پروگرام نہیں آنے کا؟" زینب کے پوچھنے پر عمارہ نے برا سا منہ بنایا۔

"آپی جتنی دیر سے آئیں اتنا ہی اچھا ہے۔ ایک تو آپی کے آنے سے ویسے ہی کام بڑھ جاتا ہے' تمہیں پتا ہے نا' مجال ہے جو ذرا سا ہل کر کام کر لیں۔ اور دوسرا ان کے دو شیطان قسم کے بچے گھما کر رکھ دیتے ہیں۔" عمارہ کے کانوں کو ہاتھ لگانے پر زینب نے غصے سے اسے گھورا۔

"کتنی ظالم خالہ ہو۔ اتنے پیارے بچے ہیں۔"

"جی نہیں' بڑے شرارتی بچے ہیں۔ ویسے بھی ان کی فیورٹ خالہ تم ہو۔ اسی لیے تم جل رہی ہو۔ مجھے کیا جل کر اپنا رنگ خراب کرنا ہے۔ اگر رنگ خراب بھی ہو گیا تو کیا' فیئر اینڈ لولی ہے نا!" زینب کے اسٹائل سے کہنے پر پہلے عمارہ' پھر ساتھ وہ خود بھی کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

باتوں کے دوران اس کی نظر سامنے دیوار پر لگی گھڑی پر پڑی تو وہ ایک دم کھڑی ہو گئی۔

"سنبھل کر جانا بھائی گھر پر ہی ہیں۔" عمارہ کی پیچھے سے آواز آئی تھی۔

☼ ☼ ☼

کالج سے آ کر وہ سو گئی تھی جب آنکھ کھلی تو مغرب کی اذان ہونے والی تھی۔ وہ تیزی سے بستر سے اٹھی' منہ ہاتھ دھو کر جب وہ باہر آئی تو حمیرا ٹی وی کے سامنے بیٹھی تھیں۔ لیکن ان کا دھیان ٹی وی کی طرف نہیں تھا۔ اس کے بیٹھنے پر انہوں نے چونک کر اسے دیکھا۔

"میں تمہیں ہی اٹھانے والی تھی۔ عصر بھی تمہاری قضا ہو گئی' مغرب کی بھی اذان ہونے والی ہے۔"

"سمیر کدھر ہے؟" اس نے اطراف میں نظریں دوڑاتے ہوئے پوچھا۔

"ہادی کے پاس گیا ہے کہہ رہا تھا کچھ میتھس کے سوال حل کروانے ہیں۔"

"سمیر کا ٹیوٹر پھر نہیں آیا۔" زینب کے پوچھنے پر انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔

"فیس بڑھانے کی بات کر رہا تھا۔ مہنگائی نے تو پاگل کر دیا ہے۔"

اور پھر وہ ہی چیزوں کی قیمتوں میں اضافے کی باتیں۔ یہ باتیں تو حمیرا تقریباً روز اس سے کرتی تھیں' لیکن آج وہ اسے معمول سے زیادہ پریشان لگی تھیں۔

"کوئی بات ہوئی ہے امی؟" وہ جو اسے بجلی کے بل کے بارے میں بتا رہی تھیں' اس کے سوال پر خاموش ہو کر اسے دیکھنے لگیں۔

"آج پانچ تاریخ ہے' لیکن تمہارے تایا کا دور دور تک کوئی پتا نہیں' پچھلے کئی سالوں سے انہوں نے خرچے کی جو رقم مقرر کی ہوئی ہے اس میں ایک ہزار کا بھی اضافہ نہیں کیا۔ کل کو تمہاری شادی بھی کرنی ہے۔ کیسے ہو گا سب کچھ؟" وہ کہہ کر رونے لگیں تو زینب جو ہونٹ چباتے ہوئے انہیں سن رہی تھی' ایک دم اٹھ کر ان کے قریب آ گئی اور انہیں بازو کے حلقے میں لے لیا۔

"امی! آپ پریشان ہوں' سب ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ ان کا سر چومتے ہوئے بولی تو انہوں نے اسی طرح روتے ہوئے سر نفی میں ہلایا۔

"کچھ ٹھیک نہیں ہو گا زینب! اور کس کے سہارے امید رکھوں کہ سب ٹھیک ہو جائے گا' سمیر ابھی بہت چھوٹا ہے' اس کا فیوچر کیا ہو گا' میں نہیں جانتی اور پتا نہیں اس کے کمانے تک میں زندہ بھی رہوں گی یا نہیں۔ باپ تمہارا ہے نہیں' اگر ہوتا بھی تو بھی کچھ خاص فرق نہ پڑتا' جتنی دیر وہ زندہ رہا' زندگی اجیرن ہی رکھی' آج جو ہم تکلیف میں ہیں تمہارے باپ کی وجہ سے ہیں۔ ایک انتہائی غیر ذمہ دار انسان جس نے کبھی مجھے یا تم دونوں کو اپنی ذمہ داری نہیں سمجھا۔ اپنی عیاشیوں کے لیے اس نے اتنا قرض لے رکھا تھا کہ تمہارے دادا کی طرف سے جو جائیداد ملی تھی وہ بھی بک گئی' الٹا اور قرض چڑھ گیا۔ اس کو اتارنے کے چکر میں آج تک گھن چکر بنی ہوئی ہوں۔"

حمیرا جو کچھ اسے بتا رہی تھیں' وہ بچپن سے جانتی تھی جب کبھی کوئی خاص بات ہوتی تھی تب حمیرا ماضی ان کے سامنے دہراتی تھیں ضرور آج پھر کوئی بات ہوئی تھی۔

"کیا ہوا امی؟ کوئی بات ہوئی ہے؟" وہ پریشان کھوجتی نظروں سے ان کا چہرہ دیکھنے لگی۔

انہوں نے چونک کر اس کا چہرہ دیکھا۔ اس کا پریشان چہرہ دیکھ کر انہوں نے بات بدل دی۔ "ایسے ہی بس خرچے کی وجہ سے پریشان تھی' تم بتاؤ دال کے ساتھ چپاتیاں ڈال لوں یا چاول بنا لوں؟"

"چاول بنا لیں۔" وہ سر ہلاتی کچن کی طرف مڑ گئیں' جبکہ وہ کتنی دیر تک کچن کے دروازے کو دیکھتی رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

وہ صوفے پر اوندھے منہ لیٹی زمین پر رکھے نوٹس کو رٹنے میں مصروف تھی۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد وہ ٹی وی اسکرین پر بھی نظر ڈال لیتی تھی۔ جبکہ اس کے بالکل قریب بیٹھا سمیر بھی کتاب آگے رکھے کچھ رٹنے میں مصروف تھا' تب ہی گیٹ کھلنے کے ساتھ شانی اور سدرہ کی آواز آئی تھی۔

"آ گئے یاجوج ماجوج۔" سمیر نے برا سا منہ بنایا' جبکہ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"زینب خالہ!" وہ دونوں شور مچاتے بھاگتے ہوئے اس کی طرف آئے تھے۔

"ان کا نام زینب ہے' یہ چیخ کر اعلان کرنا ضروری ہے۔" سمیر کے ڈانٹنے پر ان دونوں کے منہ اتر گئے تو اس نے سمیر کو گھورتے ہوئے ان دونوں کو بازوؤں کے حلقے میں لے لیا۔

"زینب خالہ! آپ کو عمارہ خالہ بلا رہی تھیں۔" شانی کے پیغام پر اس نے دزدیدہ نظروں سے دائیں طرف دیکھا' جہاں حمیرا پالک کاٹنے میں مصروف تھیں۔

اس نے مدد طلب نظروں سے سمیر کو دیکھا' جس

Scan & PDF EJAZ AHMED FriendsKorner.com

نے اس کا مطلب سمجھ کر سر تقریباً" کتاب میں گھسا لیا۔ اس نے بے بسی سے شانی اور سدرہ کو دیکھا' وہ جانتی تھی اتنی چلچلاتی دوپہر میں عمارہ نے اسے کیوں یاد کیا ہوگا۔ کیونکہ عالیہ آپی کی سواری اپنے دو عدد بلو نگڑوں کے ساتھ تشریف لاچکی تھیں اور عالیہ آپی کو تو وہ جیسے تیسے سنبھال لیتی تھی' لیکن ان کے شانی اور سدرہ کو سنبھالنا اس کے بس کی بات نہیں تھا۔ عمارہ ان کی سگی خالہ تھی۔ لیکن وہ اس سے عمارہ سے زیادہ پیار کرتے تھے۔ اور وہ بھی ان سے بہت پیار کرتی تھی۔

"امی! میں ذرا عمارہ کی طرف جارہی ہوں۔"

"تمہیں اتوار والے دن بھی چین نہیں۔ کتنے کام ہیں' کپڑے دھونے والے ہیں' صفائی باقی ہے۔"

"صفائی میں نے کردی ہے امی! اور مشین میں شام میں لگالوں گی' ابھی گرمی بھی بہت ہے۔"

"کرنی تو تم نے اپنی ہے' پھر پوچھتی کیوں ہو۔"

"تو میں پھر جاؤں؟" اس نے مسکراتے ہوئے ان سے پوچھا' ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا' جس کا مطلب ان کی رضامندی تھی۔ وہ شانی اور سدرہ کا ہاتھ تھام کر باہر نکل آئی اور اس کے پیچھے سمیر بھی۔

☼ ☼ ☼

اتنی سخت گرمی میں وہ پچھلے پندرہ منٹ سے مسلسل دیوار پر ٹنگی تھی۔ پسینہ تو بہہ ہی رہا تھا۔ چہرہ الگ دہک رہا تھا۔

"زینب خالہ! میرے لیے بھی۔" نیچے کھڑی سدرہ ٹھنکی تو اس کا دل چاہا جوتی اتار کر اسے دو لگائے۔

"کچھ میرے لیے بھی رہنے دو ذلیلوں! کب سے تو جامن اتار رہی ہوں۔ ٹھونس ٹھونس کر پیٹ نہیں بھرا تم لوگوں کا۔ ذرا اس دیوار پر کھڑے ہو کر دیکھو تو پتا چلے ستیاناس ہوگیا ہے میرا۔" اس نے دوپٹے سے چہرہ صاف کیا' جبکہ دوسرے ہاتھ سے اس نے درخت کی شاخ کو مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔

"میں نے تو پہلے ہی کہا تھا سن بلاک لگا کر چڑھنا۔" عمارہ کی آواز میں ہنسی صاف محسوس ہورہی تھی۔

"تمہیں تو میں اتر کر دیکھتی ہوں۔ سمیر! سیڑھی پکڑو۔" ابھی اس نے سیڑھی ایک قدم رکھا تھا' جب سدرہ نے منہ پھاڑ کر رونا شروع کردیا۔ اس نے گھبرا کر ساتھ والوں کے گھر کی طرف دیکھا۔

"اس کا تو بھونپو بند کرواؤ۔" وہ دانت پیس کر بولی۔

"یار! تھوڑے اور اتار دو۔"

عمارہ کی التجا پر اس نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

"نیچے سے آرڈر دینے سے بہتر ہے خود آکر اتار لو۔ مجھے تمہاری طرح بندریا والے اسٹیپ نہیں آتے۔ احسان فراموش۔" اس کے چیخنے پر عمارہ نے کانوں کو ہاتھ لگا کر اپنے الفاظ واپس لیے تو اس کا غصہ کچھ کم ہوا۔

"اب باہر کا دھیان رکھنا' یہ نہ ہو کوئی آجائے۔" اس نے درخت پر چھڑی مارنے سے پہلے محتاط نظروں سے کلیم انکل کے بند دروازے کو دیکھا اور دوسری نظر دیوار کے بالکل پاس سوئے ان کے خوف ناک کتے کو دیکھا اور پھر تھوک نگل کر چھڑی زور سے شاخ پر ماری' کچھ جامن ٹوکری میں اور کچھ نیچے گرے تھے۔

"خالہ! ہادی ماموں آگئے۔" شانی جس کی ڈیوٹی گیٹ پر لگائی تھی' اتنی زور سے چلایا کہ بوکھلاہٹ میں اس کے ہاتھ میں پکڑی ٹوکری نیچے سوئے کتے پر جا گری۔ وہ بھی ہڑبڑا گیا اور جو اس نے بھونکنا شروع کیا تو وہ رونے والی ہوگئی' اس سے پہلے کہ وہ اترتی ہادی اپنی بائیک سمیت اندر تھا۔

گھبراہٹ میں اس نے سیڑھی سے اترنے کے بجائے چھلانگ لگادی۔ نتیجہ حسب معمول تھا۔ اس کے گھٹنوں اور کہنیوں پر بری طرح چوٹ لگی۔ لیکن وہ پھر بھی سیدھی کھڑی ہوگئی۔ عمارہ نے افسوس سے اس کی چھلی ہوئی کہنیاں دیکھیں۔ اس سے پہلے کہ وہ بھاگتی' ہادی ان کے سر پر پہنچ چکا تھا۔ اس نے غور سے

سب کو دیکھا۔ جن کے ہونٹ جامنی ہورہے تھے۔ اس نے عمارہ پر ایک غصیلی نظر ڈالی۔ تو وہ سٹپٹا کر سر جھکا گئی۔

زینب کب سے منتظر تھی کہ وہ اسے ڈانٹے اور جائے' ہادی کی نظر سدرہ اور شانی سے ہوتی ہوئی اس پر رکی جو حال سے بے حال ہورہی تھی۔ تب ہی دیوار کے اس پار کتا پھر بھونکا تھا اور وہ اچھل پڑی۔ ساکت ماحول میں ہلچل ہوئی اور سدرہ کی زبان میں کھجلی۔

"ہادی ماموں! جامن کھائیں' زینب خالہ نے وہاں سے اتارے ہیں۔" اس نے ہاتھ اٹھا کر دیوار کی طرف اشارہ کیا۔ ہادی جو اندازے لگا رہا تھا' اس کی سدرہ نے گواہی دے دی۔

"یہ کیا تماشا ہے۔" آخر کار اس کا منہ کھل ہی گیا۔ "کوئی طریقہ ہے اتنی گرمی میں دوپہر کے وقت دیواروں پر لٹک کر بندروں والے کرتب کیے جائیں۔"

"ہادی بھائی! بندر نہیں بندریا والے۔" سمیر کے کہنے پر زینب نے اسے گھورا۔

"دوپہر کو لوگ سو رہے ہوتے ہیں' اگر کلیم انکل یا ان کا کوئی بیٹا باہر نکل آتا تو' تمہیں خود کوئی احساس نہیں۔" وہ زور سے بولا تو اسے بھی بولنا پڑا۔

"آپ ہمیشہ مجھے ہی ڈانٹتے ہیں۔ یہ بھی تو میرے ساتھ تھے۔ انہیں تو آپ نے کچھ نہیں کہا۔"

"دیوار پر کون چڑھا تھا؟" وہ ماتھے پر تیوری ڈال کر اسے دیکھنے لگا۔

"انہوں نے مجھے جامن اتارنے کو کہا تھا۔" وہ منہ بسور کر بولی۔

"وہ بچے ہیں' تم تو بچی نہیں۔" اب کی بار اس نے سختی سے منہ بند کرکے سر جھکا لیا۔

"بھائی! وہ۔۔۔" زینب پر مسلسل برستے دیکھ کر عمارہ کو درمیان میں کودنا پڑا۔

"تم چپ رہو' تم اسے منع نہیں کرسکتی تھیں۔ دیکھو اس کا حلیہ۔" ہادی نے اس کے بازو کی طرف اشارہ کیا۔ "آئندہ اگر تم نے یوں بندروں والی حرکتیں کیں تو میں آنٹی سے تمہاری شکایت بعد میں کروں گا' پہلے خود تمہیں دیکھ لوں گا۔" اس نے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا تھا۔

"اور بھاگو تم لوگ۔" سدرہ اور شانی کو کہہ کر وہ اندر کی طرف مڑ گیا۔

"یہ سمجھتے کیا ہیں خود کو۔" زینب نے قہر آلود نظروں سے جاتے ہوئے ہادی کی پشت کو گھور کر کہا۔ "میں کیا شوق سے چڑھی تھی دیوار پر۔ تم نے کہا تھا اور ڈانٹ بھی مجھے پڑی۔"

ایک تو اتنی گرمی اوپر سے درد دیتی چوٹیں اور مزید اتنی ڈانٹ۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

"چھوڑو یار!" عمارہ نے دل جوئی کے لیے اس کا ہاتھ تھاما جسے اس نے جھٹکے سے کھینچا تھا۔

"تم تو بات مت کرو مجھ سے۔" وہ دھپ دھپ کرتی وہاں سے نکل گئی' جبکہ وہ چاروں حیران و پریشان کھڑے اسے جاتا دیکھتے رہے۔

☼ ☼ ☼

وہ صوفے پر نیم دراز ڈراما دیکھ رہی تھی جب سمیر بیگ اٹھائے اندر داخل ہوا اس نے ناراضی سے منہ دوسری طرف موڑ لیا۔

"آج اتنی دیر لگادی۔" حمیرا نے سمیر سے پوچھا جو آتے ہی پھر رجسٹر کھول کر بیٹھ گیا تھا۔

"کل میتھس کا ٹیسٹ ہے۔ سر بھی نہیں آئے تو میں ہادی بھائی کے پاس چلا گیا تھا اور باجی! آپ نے مجھے اس دن جو سمری لکھ کردی تھی میں نے ہادی بھائی کو چیک کروائی اتنی غلطیاں نکلی ہیں اس میں سے۔"

"ہاں تو مجھے نہ کہا کرو۔ اپنے جینئس ہادی بھائی سے پڑھ لیا کرو' ہادی بھائی کا چمچہ!"

اس کے منہ بنانے پر سمیر نے کچھ حیران ہو کر اسے دیکھا۔

"باجی! آپ دوپہر سے اب تک اسی بات کو لیے بیٹھی ہیں؟"

Scan & PDF FIAZ AHMED Friends Korner .com

"تمہیں اتنی چوٹیں لگتیں تو پوچھتی ' بجائے میری حمایت میں تم بولتے الٹا تم نے مجھے بندریا کہا۔" اس کا انداز اتنا جلا ہوا تھا کہ سمیر کے ساتھ حمیرا کی بھی ہنسی چھوٹ گئی۔

"میں نے تو صرف ہادی بھائی کی کریکشن کی تھی۔ وہ آپ کو بندر کہہ رہے تھے ' جبکہ آپ تو مونث ہیں۔"

"بڑے آئے تم اردو دان اور تمہارے ہادی بھائی کی تو..." آخری لفظ وہ منہ میں ہی بدبدا کر رہ گئی۔

"اتنا غصہ کیوں کر رہی ہو زینب؟ اس نے تمہاری بھلائی کے لیے ہی تمہیں ڈانٹا تھا۔ تم جانتی ہو حکیم صاحب کے بیٹے کیسے ہیں ' یوں ہی کوئی غلط سلط الزام لگا دیتے تو۔ ویسے بھی تمہیں خود احساس ہونا چاہیے۔ تم بی اے کی اسٹوڈنٹ ہو ایک لڑکی ہو کر یوں دیواروں پر چھلانگیں لگانا اچھا لگتا ہے۔"

بات کے اختتام پر انہوں نے غور سے اس کا جھکا ہوا سر دیکھا ' لیکن کوئی نتیجہ اخذ نہیں کر سکیں تو انہیں دوبارہ ٹوکنا پڑا۔

"عمارہ بھی تو تمہاری عمر کی ہے ' کتنی سلجھی ہوئی ہے۔" وہ جو سر جھکائے ' انہیں سن رہی تھی جل کر بولی۔

"بہن کس کی ہے۔" اس کے انداز پر حمیرا ہنس پڑی تھیں۔

"تم... خوامخواہ ناراض ہو رہی ہو ' ہادی نے جو کیا ٹھیک کیا۔ اس کی جگہ تمہارا بھائی ہوتا تو وہ بھی ایسا کرتا۔"

"شاباش امی! بجائے میری چوٹوں پر افسوس کرنے کے آپ دونوں ہادی بھائی کے وکیل بن کر بیٹھ گئے ہیں۔" اس سے پہلے کہ حمیرا مزید کچھ کہتیں۔ دروازے پر ہونے والی دستک نے انہیں اٹھنے پر مجبور کر دیا۔

"خالہ! خالہ۔" اگلے ہی پل سدرہ اور شانی بھاگتے ہوئے اس کے پاس آئے تھے۔ ان دونوں کے ہاتھ میں کافی سارے غبارے تھے۔

"یہ میں آپ کے لیے لایا ہوں۔" شانی نے چاکلیٹ اس کے آگے کی تو اس نے جتاتی نظروں سے سمیر کو دیکھا۔

"دیکھو ' اسے پیار کہتے ہیں ' اتنا سا بچہ اپنے پیسوں سے میرے لیے چاکلیٹ لایا ہے اور تم اپنی سگی بہن کو چھوڑ کر دوسرے کے گن گا رہے ہو۔"

"خالہ! ہادی ماموں نے ہمیں یہ چاکلیٹ اور بلون لے کر دیے ہیں ' میں ان میں سے ایک آپ کے لیے لایا ہوں۔"

اور چاکلیٹ کھانے کے لیے کھلا اس کا منہ کھلا ہی رہ گیا۔ سمیر کا قہقہہ بے ساختہ تھا ' اس نے چاکلیٹ ٹیبل پر پٹخی اور اندر چلی گئی۔

☆ ☆ ☆

عمارہ نے کچھ حیرت سے انہیں اکیلا آتے دیکھا۔

"زینب خالہ کہاں ہیں؟"

"وہ نہیں آئیں۔" شانی کے کہنے پر اس نے ناسمجھی سے دونوں کو دیکھا۔

"خالہ! وہ زینب خالہ کو غصہ تھا۔ وہ کمرے میں چلی گئیں اور سمیر بھائی کہہ رہے تھے ' وہ ہادی ماموں سے ناراض ہیں۔"

"پتا نہیں بھائی کو زینب سے مسئلہ کیا ہے۔" اپنی بے حد پیاری دوست کی ناراضی کا خیال ہی اسے پریشان کرنے کے لیے کافی تھا۔ "وہ جب بھی آتی ہے بھائی وجہ بے وجہ اسے ڈانٹ دیتے ہیں ' میری ایک ہی دوست ہے ' اس سے بھی بھائی دوستی ختم کروائیں گے۔" عمارہ رو دینے والے انداز میں بولی۔

ڈور بیل کی آواز پر جہاں باتوں کا سلسلہ رکا۔ وہیں شانی بھاگتا ہوا باہر گیا تھا ' واپسی پر اس کے ساتھ ہادی تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی اس نے باآواز بلند سلام کیا تھا۔

"تمہیں کیا ہوا؟" صوفے پر بیٹھتے ہی اس کی نظر عمارہ پر پڑی جس کے منہ پر بارہ بج رہے تھے۔

"ماموں! عمارہ خالہ کو غصہ آ رہا ہے ' کیونکہ زینب خالہ ناراض ہو گئی ہیں۔"

"چلو اچھا ہوا جان چھوٹی۔" ہادی نے بڑے مطمئن انداز میں کہہ کر سدرہ کو گود میں اٹھا لیا۔ جبکہ عمارہ نے شکایتی نظروں سے ماں کو دیکھا۔

"ہادی! تم کیوں اس بے چاری بچی کے پیچھے پڑے رہتے ہو۔"

"وہ کہاں کی بے چاری ہے ' شیطان بھی اس کے سامنے آنے سے پہلے ایک بار ضرور سوچتا ہو گا۔" زینب کو بے چاری کہے جانے پر وہ اچھا خاصا بدمزہ ہوا تھا۔

"اب ایسے تو نہ کہو ہادی! وہ بہت اچھی بچی ہے ' جہاں ہوتی ہے رونق لگ جاتی ہے ' بس تھوڑی سی شرارتی ہے۔"

عالیہ کو بھی وہ عمارہ کی طرح عزیز تھی۔ اس لیے بے ساختہ بول پڑی۔ "تھوڑی شرارتی نہیں کافی بدتمیز ہے۔"

"ہادی!" ثمینہ نے اونچی آواز میں اسے جھڑکا۔ "وہ عمارہ کی دوست ہے اور شرارتی ہونا کوئی عیب نہیں۔" ہادی نے باری باری سب کی شکل دیکھی اور سب کے چہروں پر اس کے لیے ناراضی تھی اور ہمیشہ زینب سے ٹاکرا ہونے کے بعد اسے ایسی ہی ناخوشگوار صورت حال کا سامنا کرنا پڑتا تھا یوں زینب کے لیے اس کی چڑ میں پہلے کی نسبت اور اضافہ ہو جاتا تھا۔ اس نے اپنے کندھے یوں جھٹکے جیسے کہہ رہا ہو میری طرف سے وہ بھاڑ میں جائے۔

"اب یہاں زینب نامہ ہی چلتا رہے گا یا مجھے کوئی چائے کا بھی پوچھے گا۔" وہ عمارہ پر ایک غصیلی نظر ڈالتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

☆ ☆ ☆

وہ کپڑے استری کر رہی تھی ' جب سمیر اندر داخل ہوا۔

"باجی! امی بلا رہی ہیں ' تایا ابو آئے ہیں۔" وہ جس تیزی سے اندر آیا تھا اسی تیزی سے باہر نکل گیا۔ اس نے ایک نظر کپڑوں پر ڈالی جنہیں اس نے استری کرنا تھا ' پھر سوئچ آف کر کے باہر آ گئی۔ وہاں تایا جی ' حمیرا کے علاوہ کوئی اور بھی تھا۔ وہ زور سے سلام کرتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ ان سب نے ایک ساتھ اسے دیکھا تھا ' وہ نجم صاحب کے ساتھ بیٹھ گئی ' جبکہ نظریں سامنے بیٹھے شخص پر تھیں ' اس کی نظروں کے تعاقب میں نجم صاحب نے بھی دیکھا اور مسکرا کر پوچھا۔

"پہچانا ' کون ہے؟" اس نے اب غور سے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا ' بڑی بڑی آنکھیں جو قدرے سرخ تھیں ' بڑی بڑی مونچھیں کثرت سگریٹ نوشی سے سیاہ پڑتے ہونٹ ' بھرا ہوا چہرہ شکل کچھ جانی پہچانی تھی ' اسے یوں گھورتا پا کر سامنے بیٹھا شخص مسکرا دیا تو اس نے نظریں گھما لیں۔

"نہیں پہچانا؟" تایا جی نے دوبارہ پوچھا تو اس نے سر نفی میں ہلا دیا۔

"یہ ناظم ہے تمہارا کزن۔"

"اوہ!" اس کی اوہ بے ساختہ تھی۔ "سوری بھائی! میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔ دراصل کافی سال پہلے آپ کو دیکھا تھا۔"

"ہاں تب تو یہ گڑیا بہت چھوٹی تھی اور بہت شرارتی بھی۔" نجم صاحب نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"ہاں ' لیکن اب تو بڑی ہو گئی ہے اور خوب صورت بھی۔" ناظم اس پر نظریں جمائے بولا۔ اپنی تعریف پر وہ جھینپ کر مسکرا دی۔ جبکہ ان کی باتیں سنتی حمیرا نے کچھ چونک کر ناظم کو دیکھا۔

"کون سی کلاس میں پڑھتی ہو؟" ناظم اب بھی اس سے مخاطب تھا۔

"میں فورتھ ایئر میں ہوں۔"

"آگے کیا کرو گی؟"

Scan & PDF FIAZ AHMED Friends Korner.com

"میں ایم اے میں ایڈمیشن لوں گی۔"

"اتنا پڑھ کر کیا کرو گی۔ کرنا تو وہ ہی ہانڈی روٹی ہے نا!" ناظم کے کہنے پر اس نے لمحہ بھر کے لیے اس کی شکل دیکھی۔ جانتی تھی اس کے تایا کے بچوں کو پڑھنے میں دلچسپی نہیں تھی۔ اس لیے تعلیم کی افادیت پر انہیں لیکچر دینا بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف تھا۔ سو انہیں جواب دیے بغیر وہ تایا کی طرف متوجہ ہو گئی۔ ابھی اس نے تائی کا حال احوال ہی پوچھا تھا' جب حمیرا بولیں۔

"زینب! جاؤ تایا جی اور بھائی کے لیے چائے بنا لاؤ۔"

"ایک منٹ امی!" اس کا مزید باتیں کرنے کا موڈ دیکھ کر انہیں غصہ آگیا۔

"زینب! سنا نہیں تم نے۔" زینب نے کچھ حیرت سے ماں کا بگڑا موڈ دیکھا اور خاموشی سے اٹھ کر کچن میں آگئی۔

چائے کا پانی رکھ کر اس نے کباب فرائی کیے۔ چائے سرو کر کے وہ بیٹھنے لگی تھی کہ حمیرا پھر بولیں۔

"زینب! کپڑے استری کر لو لائٹ چلی جائے گی۔"

زینب نے کچھ حیرت سے ماں کو دیکھا' اس سے پہلے وہ کچھ کہتی ناظم بول پڑا۔

"لگتا ہے سارا کام زینب کرتی ہے۔ اتنی ننھی سی تو جان ہے' اتنا کام نہ کروایا کریں۔"

"تو اور کیا ناظم بھائی! میں کیا بھلا کام کرنے کے لیے پیدا ہوئی ہوں۔" شہہ ملتے ہی وہ بھی اٹھلا کر بولی تو ناظم کھل کر مسکرایا۔

"تو زینب رانی! تم ہمارے ساتھ چلو' شہزادیوں کی طرح تمہیں رکھوں گا' پانی بھی پینا ہو گا تو نوکر حاضر ہو گا۔"

وہ تو شاید جانے کے لیے ہاں ہی کر دیتی کہ حمیرا نے پھر اسے ٹوک دیا۔

"زینب!" ان کا لہجہ اتنا سخت تھا کہ وہ جلدی سے کھڑی ہو گئی۔

کپڑے استری کرتے ہوئے وہ حمیرا کے رویے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

"باجی! تایا جی آپ کو بلا رہے ہیں۔" سمیر کے پیغام پر وہ باہر نکل آئی۔ وہ دونوں جانے کے لیے تیار تھے۔ تایا جی نے پہلی بار اسے ہزار کا نوٹ تھمایا تھا۔

اس نے حیرت سے انہیں دیکھا' اسے نوٹ پر نہیں بلکہ ان کے رویے پر حیرت ہوئی تھی' کیونکہ پہلے وہ جب بھی آتے کھڑے کھڑے آتے' اس کی ماں کو پیسے تھماتے اور بس۔ جبکہ آج وہ بیٹھے بھی تھے' ان سے باتیں بھی کیں اور سب سے بڑی بات ناظم بھائی۔۔۔ وہ پہلی بار ان کے گھر آئے تھے۔ دروازے کے قریب پہنچ کر ناظم نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا' جسے اس نے مسکرا کر تھام لیا۔

"اچھا تو زینب رانی پھر جلد ہی ملاقات ہو گی۔" ناظم کے ہاتھ کا دباؤ اس کے ہاتھ پر بڑھا تھا۔

حمیرا رات کے کھانے کی تیاری کے لیے کچن میں چلی گئیں' جبکہ وہ اور سمیر لاؤنج میں بیٹھ کر جانے والے مہمانوں کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ وہ سونے کے لیے جب کمرے میں آئی تو سمیر سو چکا تھا۔ حمیرا ابھی تک جاگ رہی تھیں۔ وہ ان کے پہلو میں آکر لیٹ گئی۔

"امی! آج تایا جی کتنے چینج لگ رہے تھے اور اچھے بھی اور ناظم بھائی' وہ بھی کتنے اچھے ہیں' میں نے پہلی بار ان کو ان کی شادی پر دیکھا تھا۔ تب کتنے پتلے تھے' اب تو کافی خوف ناک ہو گئے ہیں۔" وہ کہہ کر خود ہی ہنس پڑی۔ جبکہ حمیرا بالکل خاموش تھیں۔

"اور ان کی وائف' وہ کتنی پیاری تھیں۔ ان کو بھی دیکھے کتنا عرصہ ہو گیا ہے۔"

وہ شاید ماضی کے ان لمحوں کو سوچنے لگی تھی۔ پھر کچھ دیر بعد وہ کروٹ بدل کر ماں کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"امی! میرا بہت دل کرتا ہے' ہمارے بہت سے رشتہ دار ہوں۔ لیکن آپ بھی اکلوتی تھیں۔ بچپن میں تھوڑا سا یاد ہے' نانو تھیں۔ نانا کو بھی نہیں دیکھا۔

ماموں' خالہ بھی نہیں' پاپا بھی بہت تھوڑے یاد ہیں' صرف ایک تایا ہیں' ان سے بھی بس ایسے تعلقات ہیں ہم کبھی ان کے گھر نہیں گئے' وہ بھی بہت کم آتے ہیں' آج پہلی بار میں ناظم بھائی سے ملی ہوں اور جو تایا جی کی تین بیٹیاں ہیں مجھے تو پتا ہی نہیں وہ کیسی ہیں۔" اس کے لہجے میں حسرت ہی حسرت تھی۔

"امی! ناظم بھائی کتنے خلوص سے ہمیں دعوت دے کر گئے ہیں' ہم چلیں ان کے گھر؟" وہ بڑی آس سے ان کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"سو جاؤ زینب!" اس کے سوال کے جواب میں انہوں نے اسے مشورہ دے کر آنکھیں بند کر لیں۔

"امی! آپ کے اس نے حیرت سے انہیں پکارا۔

"آپ ایسے ہی ہیو کیوں کر رہی ہیں' آپ ہی کہتی تھیں کہ تایا جی کو ہمارا خیال نہیں۔ کوئی ہماری خبر گیری نہیں کرتا' اب جب وہ اتنی اچھی طرح ملے ہیں تو آپ!" وہ الجھ کر انہیں دیکھ رہی تھی ان کی مسلسل خاموشی پر چپ رہ گئی۔ "امی!" اس کا دوبارہ بات کرنے کا موڈ دیکھ کر حمیرا نے آنکھیں کھول دیں وہ ان کی آنکھوں میں وہ واضح طور پر غصہ دیکھ سکتی تھی۔

"زینب! لوگ ہمیشہ وہ نہیں ہوتے جو نظر آتے ہیں' کبھی فطرت بھی بدلی ہے' تمہارے وہ تایا جنہوں نے سالوں ہماری خبر نہیں لی جو کبھی آئے بھی تو پل دو پل کے لیے' کبھی جو تمہارے یا سمیر کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا ہو تو پھر آج یہ سب کیوں؟"

ان کی "کیوں" پر وہ سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھنے لگی تو انہیں جواب دینے کے بجائے سر جھٹک کر خود کو مزید بولنے سے روکا۔

"اور ہاں ایک بات اور اگر اب تمہارے تایا اور خاص طور پر ناظم آئے تو تمہیں وہاں بیٹھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

وہ ان سے پوچھنا تو بہت کچھ چاہتی تھی' لیکن ان کا سخت انداز دیکھ کر خاموش رہ گئی۔

☼ ☼ ☼

"اچھا ہوا تم آگئی' میں تمہاری طرف ہی آ رہی

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے
بہنوں کے لیے خوبصورت ناول

کتاب کا نام	مصنفہ	قیمت
بساط دل	آمنہ ریاض	500/-
زرد موسم	راحت جبیں	600/-
زندگی اک روشنی	رخسانہ نگار عدنان	500/-
خوشبو کا کوئی گھر نہیں	رخسانہ نگار عدنان	200/-
شہر دل کے دروازے	شازیہ چودھری	400/-
تیرے نام کی شہرت	شازیہ چودھری	250/-
دل ایک شہر جنوں	آسیہ مرزا	450/-
آئینوں کا شہر	فائزہ افتخار	500/-
بھول بھلیاں تیری گلیاں	فائزہ افتخار	500/-
پھلاں دے رنگ کالے	فائزہ افتخار	250/-
یہ گلیاں یہ چوبارے	فائزہ افتخار	300/-
عین سے عورت	غزالہ عزیز	200/-
دل اُسے ڈھونڈ لایا	آسیہ رزاقی	350/-
بکھرنا جائیں خواب	آسیہ رزاقی	200/-
زخم کو ضد تھی مسیحائی سے	فوزیہ یاسمین	250/-
اماوس کا چاند	بشریٰ سعید	200/-
رنگ خوشبو ہوا بادل	افشاں آفریدی	450/-
درد کے فاصلے	رضیہ جمیل	500/-
آج گگن پر چاند نہیں	رضیہ جمیل	200/-
درد کی منزل	رضیہ جمیل	200/-
میرے دل میرے مسافر	نسیم سحر قریشی	300/-
تیری راہ میں رُل گئی	میمونہ خورشید علی	225/-
شام آرزو	ایم سلطانہ فخر	400/-

ناول منگوانے کے لیے فی کتاب ڈاک خرچ -/30 روپے
منگوانے کا پتہ:
مکتبہ عمران ڈائجسٹ -37 اردو بازار، کراچی۔
فون نمبر: 32216361

Scan & PDF FIAZ AHMED FriendsKorner.com

تھی۔" اسے دیکھ کر عمارہ بے ساختہ بولی تھی۔
"خیریت!" زینب نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔
"امی نے کڑھی بنائی تھی' وہی لے کر آرہی تھی۔"
"کڑھی!" زینب نے چٹخارہ لے کر اسے دیکھا۔ ایک باؤل میں کڑھی ڈال کر میرے لیے علیحدہ رکھ دو اور امی کے لیے پلیٹ میں ڈال کر لے آؤ۔"
وہ دونوں ہاتھ آپس میں رگڑتی ہوئی کچن میں رکھے ڈائننگ ٹیبل کے گرد رکھی کرسیوں میں سے ایک کھینچ کر بیٹھ گئی۔
"بھوکی ندیدی!" کڑھی پلیٹ میں ڈالتے ہی عمارہ نے اسے چڑایا' لیکن اس نے بالکل بھی برا نہیں مانا۔
"نیور مائنڈ' کڑھی کے لیے تمہاری جلی کٹی بھی منظور ہے۔" اس کے کہنے پر عمارہ نے مسکراتے ہوئے ایک پلیٹ اس کے سامنے اور دوسری اپنے آگے رکھی۔
"کڑھی تو چلو قسمت سے مل گئی' ویسے میں انگلش کے نوٹس لینے آئی تھی۔"
عمارہ نے فریج سے بوتل نکال کر گلاس اور پانی کی بوتل دونوں اس کے سامنے رکھے۔
"آنٹی گھر پر نہیں ہیں؟"
"گھر پر ہی ہیں' فون پر مصروف ہیں' عالیہ آپی نے کوئی لڑکی پسند کی ہے بھائی کے لیے۔"
اور زینب کو پانی پیتے ہوئے زبردست اچھو لگا تھا۔
عمارہ نے اٹھ کر اس کی پشت نہیں سہلائی' کیونکہ وہ جانتی تھی' وہ کیا کہنے والی ہے۔ آخر کار زینب نے بڑی مشکل سے خود کو نارمل کیا۔ لیکن ساتھ ہی اسے ہنسی کا دورہ پڑ گیا تھا۔
"میں وجہ پوچھ سکتی ہوں تمہاری اس ڈریکولا والی ہنسی کی؟"
"میرا خیال ہے ہنسنے والی ہی بات ہے۔ شادی وہ بھی ہادی بھائی کی؟"
"کیوں اس میں مزاحیہ کیا ہے؟" عمارہ نے ماتھے پر بل ڈال کر اسے دیکھا۔

"یہ چھوڑو' مجھے بتاؤ' وہ کون مظلوم و قابل رحم و قابل ہمدردی بلکہ دنیا کی فضول ترین لڑکی ہے' جس کی قسمت تمہارے بھائی سے پھوڑی جا رہی ہے۔"
"اے مائنڈ یور لینگویج۔" عمارہ نے انگلی اٹھا کر اسے تنبیہہ کی۔ "خبردار جو میرے بھائی اور میری ہونے والی بھابھی کی شان میں کوئی گستاخی کی۔ بلکہ وہ خوش قسمت ترین لڑکی ہوگی' جس کی شادی میرے بھائی سے ہوگی۔"
"اچھا!" زینب کا اچھا کافی لمبا اور طنزیہ تھا۔
"کیوں تمہیں کوئی شک ہے؟"
"شک نہیں یقین ہے' تمہارا بھائی دنیا کا سڑیل ترین' مغرور' بد دماغ' ان رومانٹک' حس مزاح سے کوسوں دور بھاگنے والا بندہ ہے۔ دل کی جگہ پتھر فٹ ہے' جس لڑکی کی شادی ان کے ساتھ ہوگی بے چاری اس دل نما پتھر سے سر پھوڑ پھوڑ کر ہی مر جائے گی۔ تمہارے بھائی صاحب تو اس کے سانس لینے پر بھی پابندی لگا دیں گے۔ یہاں مت جاؤ' وہاں مت جاؤ' اگر وہ روئے گی تو موصوف اسے تھپڑ جڑ دیں گے' وہ ہنسے گی تو تمہارے بھائی نے اسے گھور گھور کر ہی اس کا خون جلا دینا ہے' لڑکیاں ایسی چیزوں کو بالکل پسند نہیں کرتیں۔" اس نے ناک چڑھا کر کہا تھا۔
"تم اگر میری دوست نہ ہوتیں تو میرے بھائی کی شان میں اتنی گستاخی کرنے کے بعد یہاں زندہ نظر نہ آرہی ہوتیں۔"
"کسی نے سچ ہی کہا ہے' سچ بولنے کا تو زمانہ ہی نہیں۔" وہ کرسی دھکیل کر کھڑی ہوگئی۔
"اپنے بھائی تو سب کو چاند ہی نظر آتے ہیں' ذرا کسی اور کی نظر سے۔"
اس کا جملہ ادھورا رہ گیا۔ دروازے کے بالکل درمیان میں ہادی کھڑا اسے ہی گھور رہا تھا۔ ایک پل کے لیے اس کی سانس سینے میں ہی اٹک کر رہ گئی' پھر اس نے تھوک نگل کر نظروں کے زاویے کے ساتھ رخ بھی بدل لیا۔
"عمارہ! میرے اور امی کے لیے چائے لان میں لے

آنا۔" خاموشی پر اس نے ڈرتے ڈرتے مڑ کر دیکھا' وہ جا چکا تھا۔ اس نے بے چارگی سے عمارہ کی طرف دیکھا۔ اس کے دیکھنے پر عمارہ کا زبردست قہقہہ ابلا تھا اور وہ رونے والی ہوگئی۔
"پتا نہیں کیا سنا اور کیا نہیں سنا۔" وہ ہاتھ مسلتی پریشانی سے بولی۔
"اب جو بھی ہو' تم نے تو اپنے دل کی بھڑاس نکال لی۔"
"عمارہ! اب کیا ہوگا؟" چائے میں پتی ڈالتے ہوئے عمارہ نے زینب کا چہرہ دیکھا جو ستا ہوا تھا۔
"کچھ نہیں ہوتا یار! اگر بھائی نے سنا ہوتا تو تم صحیح سلامت یہاں کھڑی نہ ہوتیں' تمہیں پتا تو ہے انہیں تو پہلے ہی موقع چاہیے' تم پر غصہ کرنے کا۔"
"ہاں یہ تو ہے۔" سمجھ میں آنے پر اس نے بے اختیار سینے پر ہاتھ رکھ کر گہرا سانس لیا۔
"تم بیٹھو میں آتی ہوں۔" عمارہ ٹرے باہر لے جاتے ہوئے بولی تو وہ بھی اس کے پیچھے نکل آئی۔
"نہیں میں بھی جا رہی ہوں۔" وہ تیز تیز قدموں سے چلتی ہوئی باہر آگئی۔

✲ ✲ ✲

وہ اپنے ہی دھیان میں چلی جا رہی تھیں' جب ان کے بالکل قریب ایک بائیک آکر رکی تھی۔ انہوں نے چونک کر اپنے دائیں طرف دیکھا اور وہ جو کچھ سخت کہنے کا ارادہ کر رہی تھیں ہادی کو دیکھ کر مسکرا دیں۔
"السلام علیکم!"
"وعلیکم السلام' جیتے رہو۔" انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔
"کہاں جا رہی ہیں آنٹی؟"
"یہ بس مارکیٹ تک جا رہی تھی۔"
"پیدل!" اس نے کچھ حیرت سے انہیں دیکھا' کیونکہ مارکیٹ کافی دور تھی۔
"نہیں۔ آگے سے کوئی رکشا لیتی ہوں۔"
"چلیں میں آپ کو ڈراپ کر دیتا ہوں۔" اس نے بائیک کو کک لگاتے ہوئے کہا۔
"نہیں بیٹا! تمہیں دیر ہو جائے گی' مجھے مارکیٹ سے پہلے بل جمع کروانے بینک جانا ہے' پھر ڈاکٹر کے پاس جانا ہے۔"
ہادی نے اب قدرے غور سے ان کا چہرہ دیکھا۔
"چلیں پھر میں پہلے آپ کو ڈاکٹر کے پاس لے چلتا ہوں۔"
اب کی بار حمیرا ہنس دیں۔ "کوئی بات نہیں بیٹا! میں چلی جاؤں گی۔"
"نہیں آنٹی! آپ بیٹھیں۔" وہ حتمی انداز میں بولا تو حمیرا متذبذب ہوگئیں۔
"بیٹا! ڈاکٹر کے پاس دیر ہو جائے گی' بینک بند ہو جائیں گے۔ بل کی لاسٹ ڈیٹ ہے۔"
"کوئی پرابلم نہیں آنٹی! پہلے آپ کو ڈاکٹر کے پاس چھوڑ دوں گا' پھر بل جمع کروا کر آپ کو پک کر لوں گا' وہاں سے مارکیٹ لے جاؤں گا۔"
اس کی تفصیل سن کر وہ خاموش ہوگئیں' ان کو خاموش دیکھ کر وہ دوبارہ بولا۔
"آنٹی! اگر آپ کو بائیک پر بیٹھنے سے ڈر لگ رہا ہے تو میں گاڑی لے آتا ہوں۔" وہ کھل کر مسکرائی تھیں۔
"اب تم اپنی آنٹی کو شرمندہ کر رہے ہو' چلو۔" وہ اس کے پیچھے بائیک پر بیٹھ گئیں۔
ڈاکٹر سے چیک اپ کروا کر جب وہ باہر آئیں' وہ بائیک پر بیٹھا یقیناً ان ہی کا منتظر تھا۔ اتنی شدید گرمی میں کھلے آسمان کے نیچے۔ جب سورج آگ برسا رہا تھا' پتا نہیں وہ کب سے ان کا انتظار کر رہا تھا۔ انہیں بے ساختہ اس پر پیار آیا تھا۔ ان کو آتا دیکھ کر وہ سیدھا ہوگیا۔
اس کے قریب پہنچنے پر انہوں نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا' صاف رنگ بری طرح دہک رہا تھا اور سفید شرٹ بری طرح بھیگی تھی۔
"ہادی بیٹا! آپ اندر آجاتے۔" وہ شرمندگی سے بولیں۔

Scan & PDF FIAZ AHMED FriendsKorner.com

"کوئی بات نہیں آنٹی! آپ یہ بتائیں ڈاکٹر نے کیا کہا؟"

"کچھ خاص نہیں بی پی ہائی تھا۔"

"آپ کو اپنا خیال رکھنا چاہیے اور یہ کام آپ کے کرنے والے نہیں، آپ سمیر سے کیوں نہیں کہتیں؟"

"وہ ابھی چھوٹا ہے۔" ان کے کہنے پر وہ سر جھٹک کر بولا۔

"اتنا بھی چھوٹا نہیں آنٹی! میٹرک کا اسٹوڈنٹ ہے۔ گروسری اور بل وغیرہ کا کام تو کر سکتا ہے۔"

اس کی بات پر وہ خاموش ہو گئیں تو وہ اپنے جذباتی انداز پر خود کو سرزنش کر کے رہ گیا۔

"بنی وے آنٹی! آئندہ آپ بل و گروسری یا کوئی کام ہو مجھ سے کہیں، آپ کو یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں۔"

"ارے نہیں بیٹا! آپ کو آفس بھی تو جانا ہوتا ہے۔"

"مجھے کوئی پرابلم نہیں، گھر کے بل بھی میں جمع کرواتا ہوں، آپ کے بھی لے جاؤں گا تو مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ آپ مجھے اپنا نہیں سمجھتیں۔"

اسے ایک دم سنجیدہ ہوتا دیکھ کر وہ بوکھلا کر جلدی سے بولیں۔

"ایسا نہیں ہے ہادی! میں نے تو ہمیشہ آپ کو اپنا بیٹا سمجھا ہے۔"

"پھر بس آنٹی! بیٹے کو منع نہیں کرتے۔ اس کی بات مانتے ہیں۔" اب کی بار انہوں نے مزید کوئی بات نہیں کی اور مسکرا کر اس کے پیچھے بیٹھ گئیں۔ ڈور بیل کی آواز پر وہ تیزی سے باہر کی طرف بھاگی۔ دروازہ کھولتے ہی اس کی نظر حمیرا پر پڑی، اس سے پہلے وہ کچھ کہتی دوسری نظر حمیرا کے پیچھے کھڑے ہادی پر پڑی۔

"راستہ تو دو، بت بن کر دروازے میں ہی کھڑی ہو گئی ہو۔" حمیرا کے گھرکنے پر وہ جلدی سے پیچھے ہٹ گئی تو حمیرا کے پیچھے ہادی اِدھر اُدھر دیکھے بغیر دونوں ہاتھوں میں شاپرز لیے اندر داخل ہوا تھا۔ وہ بھی حیران ہوتی ہوئی اندر آئی جہاں وہ ڈائننگ ٹیبل پر شاپرز رکھنے کے بعد سمیر سے کہہ رہا تھا۔

"تم اب بچے نہیں ہو، بڑے ہو گئے ہو اور اس گھر میں تم واحد مرد ہو، کیا یہ اچھا لگتا ہے تمہارے ہوتے ہوئے آنٹی باہر جا کر لائنوں میں لگ کر بل جمع کروائیں۔"

اس نے دیکھا سمیر جو اپنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے اکثر و بیشتر اسے اور حمیرا کو زچ کر کے رکھ دیتا تھا، آج ہادی کے سامنے بھیگی بلی بنا کھڑا تھا۔

"ہادی بھائی! اکثر اسکول سے لیٹ ہو جاتا ہوں، پھر اسکول کے بعد ٹیوشن چلا جاتا ہوں۔ وہاں سے بھی لیٹ آتا ہوں اور دوسرا امی نے مجھے کبھی کہا بھی نہیں۔"

"یہ کام نہ کرنے کے بہانے ہیں اور اگر آنٹی تمہیں نہیں کہتیں، تمہارا احساس کرتی ہیں تو بیٹا ہونے کے ناتے تمہارا بھی فرض ہے کہ تم ان کا احساس کرو۔"

سمیر نے مدد طلب نظروں سے ماں کو دیکھا۔

"ہادی بیٹا! تم بیٹھو۔ اتنی گرمی میں کھڑے رہے ہو، میں تمہارے لیے شربت لے کر آتی ہوں۔"

"نہیں آنٹی! میں چلتا ہوں، ویسے بھی مجھے دیر ہو گئی ہے۔" وہ اپنی کلائی پر بندھی گھڑی پر نظر ڈال کر بولا۔

"صرف دو منٹ لگیں گے۔" کہتے کے ساتھ ہی انہوں نے زینب کو آواز دی۔ جو دیوار کے ساتھ کھڑی تھی وہ فوراً" آگے آئی۔

"جاؤ، بھائی کے لیے شربت لے آؤ جلدی۔"

جب وہ لیمن اسکوائش لے کر آئی تو وہ سمیر سے ہی باتیں کر رہا تھا۔ اس نے ٹرے اس کے سامنے کی تو اس نے زینب کی طرف دیکھے بغیر گلاس تھام لیا، ابھی وہ ٹرے کچن میں رکھ کر نکلی ہی تھی کہ وہ جانے کو تیار کھڑا تھا۔

"لگتا ہے کچھ زیادہ ہی گرمی لگ رہی تھی۔" خالی گلاس دیکھ کر اس نے سوچا۔

"آنٹی! آپ کو کوئی کام ہو آپ بس مجھے فون کر دیں۔" حمیرا سے کہہ کر وہ دروازے کی طرف مڑ گیا۔ وہ اس کے پیچھے دروازہ بند کرنے آ رہی تھی۔

پھر ہادی کے دروازہ کھولتے ہی ناظم کی شکل دکھائی دی تھی۔ ہادی نے ناظم کو اور ناظم نے ہادی کو دیکھا۔ ہادی نے پیچھے مڑ کر اسے دیکھا تو وہ آگے بڑھ آئی۔

"یہ ناظم بھائی ہیں، میرے تایا کے بیٹے۔" تعارف کروانے پر ہادی نے مصافحے کے لیے ہاتھ اس کی طرف بڑھایا، جسے بڑے تکلف کے بعد تھام لیا گیا تھا۔

"آئیں ناظم بھائی!" ہادی کی پشت کو مسلسل گھورنے پر اسے ناظم کو متوجہ کرنا پڑا۔

"ہاں ایک منٹ!" اس نے چونک کر پہلے زینب کو دیکھا اور پھر واپس مڑ گیا، جب وہ واپس آیا اس کے ہاتھ میں کئی شاپرز تھے۔ وہ دونوں آگے پیچھے اندر داخل ہوئے تو حمیرا نے حیرت سے ناظم کو دیکھا۔ اس کے سلام کا جواب بھی انہوں نے اسی حیرت سے دیا۔

"میں یہاں سے گزر رہا تھا۔ سوچا آپ سے ملتا جاؤں۔" حمیرا کی حیران شکل دیکھ کر اس نے کھسیا کر وضاحت دی تو حمیرا بڑی دقت سے مسکرا دیں۔

"آؤ بیٹا! بیٹھو۔" وہ شاپرز ٹیبل پر رکھ کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

"یہ میں آپ لوگوں کے لیے لایا تھا۔" اس نے شاپرز کی طرف اشارہ کیا۔

"اس کی کیا ضرورت تھی۔"

"خالی ہاتھ آنا اچھا نہیں لگتا چچی!" اس نے کہہ کر زینب کی طرف دیکھا جو صوفے کے پیچھے کھڑی حمیرا اور ناظم کو ہی دیکھ رہی تھی۔ اس کی نظریں زینب پر محسوس کر کے حمیرا نے اسے وہاں سے ہٹانا چاہا۔

"زینب! جاؤ بھائی کے لیے کچھ ٹھنڈا لے آؤ۔"

"نہیں چچی! اس کی ضرورت نہیں۔ زینب! تم بیٹھو۔"

اس کے کہنے پر وہ سوالیہ نظروں سے ماں کو دیکھنے لگی وہ بھی اسے دیکھ رہی تھیں۔ ان کی آنکھ کا اشارہ سمجھ کر وہ مزید کوئی بات کیے بنا اندر کی طرف مڑ گئی۔

سمیر وہ شاپرز اندر لے آیا تھا جن میں کیک، پیٹیز اور جوسز تھے۔ اس نے کچھ حیران ہوتے ہوئے وہ سب چیزیں شاپرز سے نکال کر کاؤنٹر پر رکھیں۔

ایک ہفتے میں یہ اس کا دوسرا چکر تھا۔ اوپر سے اتنا مہربان انداز تایا جی تو مہینوں بعد چکر لگاتے تھے اور وہ بھی کھڑے کھڑے، بچپن سے اپنوں اور رشتوں کی اپنائیت اور چاہت کے لیے ترسی اس کی زندگی میں یہ تبدیلی بہت حیران کن تھی لیکن کوئی چیز تھی جو اسے روک رہی تھی۔

چائے کو ابلتا دیکھ کر اس نے چونک کر چولہا بند کیا۔ وہ چائے کپوں میں ڈال رہی تھی جب سمیر اندر داخل ہوا۔

"امی نے کہا، آپ اندر جائیں۔ ٹرے میں لے جاؤں گا۔" اس نے حیرت سے سمیر کو دیکھا۔

"لیکن کیوں؟" اس نے کہا تو سمیر نے کندھے اچکا کر اپنی لاعلمی کا اظہار کیا وہ سر جھٹک کر اپنے کمرے میں آ گئی۔ کل اس کا ٹیسٹ تھا۔ لہٰذا سب کچھ بھول کر اس نے کتاب کھول لی۔

☼ ☼ ☼

اس کے ہاتھوں میں تین تصویریں تھیں جن کو وہ بار بار دیکھ رہی تھی۔ وہ ساتویں بار تصویروں کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہی تھی جب عمارہ نے تصویریں اس کے ہاتھ سے چھین لیں۔

"میں نے تصویریں دیکھنے کو کہا تھا۔ ان کا پوسٹ مارٹم کرنے کو نہیں۔"

"ہاں تو تم نے دیکھنے کو کہا تھا دیکھ تو رہی ہوں۔" زینب نے معصومیت سے اسے دیکھا۔ عمارہ نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

"دیکھ کر بتانا بھی ہے۔ زیادہ خوب صورت کون ہے۔"

"ان کا مقابلہ حسن ہونے والا ہے؟" زینب نے ایک بار پھر حیرت سے ان تینوں تصویروں کو دیکھا۔ عمارہ نے محاورۃً نہیں حقیقتاً" اپنا ماتھا پیٹ

Scan & PDF FIAZ AHMED FriendsKorner.com

لیا۔

"ان تینوں میں سے کوئی ایک میری مستقبل کی بھابھی ہو سکتی ہے۔"

"نہیں۔" زینب نے حیرت سے عمارہ کو دیکھا۔

"اچھا!" پھر تصویروں کو دیکھ کر بولی۔ "تمہیں ان میں سے کس کی گردن پتلی نظر آرہی ہے؟"

"کیا مطلب؟" عمارہ نے خشمگیں نظروں سے اسے گھورا۔

"میرا مطلب ہے تمہیں ان میں سے زیادہ کون پسند ہے۔" عمارہ نے تین تصویروں میں جو سب سے اوپر تھی اس پر ہاتھ رکھا۔ لڑکیاں تینوں ہی اچھی تھیں۔

"یہ ہیں کون؟"

"یہ دونوں عالیہ آپی کے سسرال میں سے ہیں اور تیسری رشتہ کروانے والی نے دکھائی ہے۔"

"اچھا!" زینب نے سرہلایا۔ "تمہیں کون سی پسند ہے؟"

"یہ سوال تمہیں ہادی بھائی سے پوچھنا چاہیے تھا۔ آخر شادی تو انہوں نے کرنی ہے تو لڑکی بھی ان کی پسند کی ہونی چاہیے۔"

"تمہیں کیا لگتا ہے ہم نے پوچھا نہیں ہوگا۔ میں نے امی نے آپی نے حتیٰ کہ پاپا نے بھی پوچھا کہ انہیں کوئی لڑکی پسند ہو تو بتادیں لیکن انہوں نے یہ فیصلہ ہم پر چھوڑ دیا ہے۔ تمہیں تو پتا ہے میرے بھائی کتنے شریف ہیں۔" عمارہ نے بڑے مان اور پیار سے اپنے بھائی کا ذکر کیا تھا۔

ہادی سے لاکھ اختلاف ہونے کے باوجود وہ برملا یہ اعتراف کرتی تھی کہ وہ واقعی ایک شریف انسان ہے۔ دل میں تو اس نے ہادی کی شرافت کا اقرار تو کرلیا تھا مگر عمارہ کو تنگ کرنا بھی ضروری تھا۔

"یہاں بات شرافت کی نہیں جذبات اور حسِ لطافت کی ہے جو آپ کے برادر محترم میں ہے ہی نہیں۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" عمارہ حسبِ عادت بھڑک اٹھی تھی۔

"مطلب یہ مائی ڈیئر! لڑکی پسند کرنے کے لیے دل کا ہونا ضروری ہے اور دل بھی وہ جو امنگوں سے بھرا جبکہ تمہارے بھائی کا دل...." زینب نے منہ بنا کر بات ادھوری چھوڑ دی۔

"تم سے تو بات کرنا ہی فضول ہے۔ میرا ہی دماغ خراب تھا جو بھائی کے دشمن سے مشورہ مانگنے آگئی۔" عمارہ غصے سے کھڑی ہوگئی تو زینب نے ہنستے ہوئے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"ناراض کیوں ہو رہی ہو میں تو مذاق کر رہی تھی۔" عمارہ نے پہلے تو ناراضی سے اسے دیکھا لیکن اس کی مسکراتی شکل دیکھ کر وہ مسکرا دی۔

"سچی مجھے تو تمہاری ہونے والی بھابھی سے ابھی سے جیلسی ہو رہی ہے تم تو میری جگہ بھی اسے دے دوگی۔"

"ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ تمہاری جگہ کبھی بھی کوئی نہیں لے سکتا۔" زینب ہنستی ہوئی کھڑی ہوگئی۔ وہ دونوں ٹی وی لاؤنج میں داخل ہوئیں تو ثمینہ، حمیرا سے انہی تصویروں کے متعلق باتیں کر رہی تھیں۔

وہ عمارہ کو وہاں بٹھا کر خود کچن میں آگئی۔ جب وہ ٹرالی لے کر اندر آرہی تھی تو اپنا ذکر سن کر اس کے قدم رُک گئے تھے۔

"آپ کی نظر میں کوئی اچھا سا لڑکا ہو زینب کے لیے، تو مجھے بتائیں یا پھر کوئی اچھا رشتہ کروانے والی ہو۔"

زینب نے اپنی ماں کو کہتے سنا تھا۔ اور یہ بات اس کے لیے کافی حیران کن تھی کیونکہ آج سے پہلے گھر میں کبھی اس موضوع پر کوئی بات نہیں ہوئی اور حمیرا بھی اچھی طرح جانتی تھیں کہ وہ ایم اے کرنا چاہتی تھی۔ مگر اس کی سوچ کو زبان ثمینہ نے دی تھی۔

"اتنی جلدی آپ زینب کی شادی کرنا چاہتی ہیں؟"

"اتنی جلدی تو نہیں بی۔ اے میں پڑھ رہی ہے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن آپ تو جانتی ہیں زینب اور عمارہ دونوں کا ارادہ ایم۔اے کرنے کا ہے۔"

"ہاں وہ کرلے ایم اے لیکن شادی کے بعد۔" ثمینہ کے ساتھ عمارہ بھی ناسمجھی سے حمیرا کو دیکھ رہی تھی۔ ان کی حیرت ان کے چہرے سے وہ بھی پڑھ رہی تھیں۔

"شادی تو آخر کرنی ہی ہے۔ چاہے اب ہو یا دو سال بعد تو بہتر یہی ہے کہ وقت پر میرے سامنے میری زندگی میں ہو جائے۔ زینب کا کون ہے میرے سوا نہ باپ نہ کوئی سگا ہمدرد رشتے دار اور سمیر بہت چھوٹا ہے۔ اور زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔" حمیرا کے کہنے پر باہر کھڑی زینب کے ہونٹ بڑے بے ساختہ انداز میں بھینچ گئے تھے۔

"کیسی باتیں کر رہی ہو حمیرا! اللہ تعالیٰ بچوں پر آپ کا سایہ سلامت رکھے اور ناامیدی تو کفر ہے۔ آپ زینب تو کیا اِن شاء اللہ سمیر کی بھی شادی دیکھیں گی۔ اور ایک دو اچھے رشتہ کروانے والی کو میں بھی جانتی ہوں اور اگر آپ کی مرضی اور خوشی زینب کی شادی میں ہے تو آپ بے فکر رہیں۔ میں ہادی کے پاپا سے بھی بات کرتی ہوں ان کے کوئی جاننے والوں میں وہ دیکھیں اور باقی رشتہ کروانے والی تو ہے نا!"

زینب نے ایک نظر ٹرالی پر ڈالی اور گہرا سانس لیتے ہوئے اندر آگئی۔

☼ ☼ ☼

آج تایا جی کے ساتھ تائی جی بھی آئی تھیں۔ ان کو دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئی لیکن چند لمحوں کے بعد وہ خوشی پریشانی میں بدل گئی تھی۔ اسے ابھی تک اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا، جو اس نے سنا تھا۔ وہ کچن کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی تھی جہاں سے باہر لاؤنج میں بیٹھے تینوں لوگوں کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔ کچھ دیر کے بعد باہر خاموشی چھا گئی تھی جسے نجم صاحب کی آواز نے توڑا تھا۔

"تم سوچنا چاہو تو سوچ سکتی ہو ہمیں کوئی جلدی نہیں۔"

"بڑی معذرت کے ساتھ بھائی صاحب! سوچنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ میری زینب کا آپ کے بیٹے کے ساتھ کوئی جوڑ ہی نہیں، دوسرا میں زینب کا رشتہ طے کر چکی ہوں۔" اس نے اپنی ماں کی بڑی پُرسکون اور مضبوط آواز سنی تھی۔

"ابھی کچھ دن پہلے تو ایسی کوئی بات نہیں تھی، دو دنوں میں تم نے رشتہ بھی طے کرلیا۔" نجم صاحب کی طنزیہ آواز سنائی دی تھی۔

"حمیرا! کیوں بحث کر رہی ہو۔ گھر کا بچہ ہے اور پھر ہم اتنی چاہت سے زینب کا ہاتھ مانگ رہے ہیں۔ ناظم نے خود زینب کا نام لیا ہے سو وہ بڑا خوش رکھے گا اسے۔"

تائی جی کی بات سن کر زینب کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔

"بھابھی! مجھے کم از کم آپ سے یہ امید نہیں تھی۔ آپ بیٹیوں والی ہو کر ایسی بات کر رہی ہوں۔ پہلی بات تو یہ کہ عمروں کا بہت فرق ہے اور سب سے بڑی بات ناظم شادی شدہ ہے اور اس کی بیوی بھی موجود ہے۔"

"تو کیا آدمی دوسری شادی نہیں کرسکتا اور اس کے پاس تو وجہ بھی موجود ہے۔ اولاد نہیں ہو سکتی اس کی بیوی سے اور ہمارا ایک ہی بیٹا، اتنی جائیداد کا وارث۔ آخر کوئی تو ہونا چاہیے اس کا نام چلانے والا۔ اتنی بڑی جائیداد کو سنبھالنے والا۔" تائی جی کی تلملاتی ہوئی آواز آئی تھی۔

"آپ کو جو ٹھیک لگتا ہے آپ کریں۔ دو چھوڑ چار کروائیں میری بلا سے، لیکن زینب کے بارے میں سوچیے گا بھی مت۔" اس کی ماں کی آواز میں ایسا کچھ تھا کہ اس کے آنسوؤں میں کمی آگئی تھی۔

"یہ تم اچھا نہیں کر رہی حمیرا! پچھتاؤ گی۔"

نجم صاحب کی دھمکی کے جواب میں کوئی آواز نہیں آئی تھی۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلنے اور پھر گاڑی اسٹارٹ ہونے کی آواز آئی تھی۔ وہ ابھی بھی اپنی جگہ پر کھڑی تھی۔ اپنی ماں کی روک ٹوک کی وجہ اسے ابھی

Scan & PDF EIAZ AHMED Friends Korner.com

ابھی معلوم ہوئی تھی۔

"زینب!" حمیرا نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو اس نے چونک کر انہیں دیکھا اور بے اختیار ان کے گلے لگ کر رونے لگی۔

"پگلی رو کیوں رہی ہو؟" وہ اس کی پشت سہلاتے ہوئے بولیں۔

"امی! کوئی انسان اتنا برا بھی ہو سکتا ہے، انہیں ایسی بات کرتے ہوئے شرم نہیں آئی۔"

حمیرا نے دوپٹے سے اس کے آنسو صاف کیے اور گہرا سانس لے کر بولیں۔

"بعض لوگ ہوتے ہیں بیٹا! بیمار ذہنیت کے جو رشتوں کے تقدس کو ہی نہیں سمجھتے۔ میں اس کے بارے میں پہلے بھی بہت کچھ سن چکی تھی لیکن جب پہلی بار وہ یہاں آیا اور جس طرح وہ تمہیں دیکھ رہا تھا برا تو مجھے تب بھی لگا تھا۔ اس لیے تو میں نے تمہیں منع کیا تھا اس کے سامنے آنے سے۔"

"امی! آپ مجھے صاف صاف کہتیں، میں کبھی ان کے سامنے تو کیا تایا جی کے سامنے بھی نہ آتی۔"

"چلو دفع کرو، تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔"

انہوں نے اس کا چہرہ تھپتھپایا لیکن وہ کتنے دن تک اس سوچ سے پیچھا نہیں چھڑا سکی۔ لیکن اگلے آنے والے دنوں میں جب دوسری طرف خاموشی رہی تو وہ بھی مطمئن ہو کر اپنی روٹین میں مگن ہو گئی۔

☆ ☆ ☆

اس نے گھڑی کی طرف دیکھا جہاں تین بج رہے تھے۔ اب تو اس کے انتظار کی حد ہو گئی تھی۔ وہ اضطرابی انداز میں کھڑی ہوئی۔ سمیر دو بجے تک آجاتا تھا اب تو تین بج رہے تھے۔ عجیب طرح کے وہم اسے ستا رہے تھے۔ وہ کمرے سے باہر کی نکل آئی۔ کتنی دیر تک گیٹ کے سامنے چکر لگاتی رہی پھر تنگ آکر گیٹ کھول کر باہر آگئی۔ گرمیوں کی دوپہر تھی سب لوگ آرام کر رہے تھے اور دور تک نظر آتی سڑک بالکل سنسان پڑی تھی۔ اس نے منتظر نظروں سے اس طرف دیکھا جہاں سے سمیر اور حمیرا کو آنا تھا۔

خاموشی میں دروازہ کھلنے کی آواز بڑی واضح تھی۔ اس نے آواز کی سمت میں سر گھمایا عمارہ کے گھر کا گیٹ کھلا پھر گیٹ سے گاڑی نکلی تھی جو اس کے دیکھتے ہی دیکھتے اس کے قریب آرکی تھی۔ اور شیشہ نیچے کر کے جب ہادی نے منہ نکالا تو اس کا منہ حلق تک کڑوا ہو گیا۔

"یہاں کیوں کھڑی ہو؟" سوال پر اسے غصہ تو بہت آیا لیکن اس وقت وہ کسی بحث کے موڈ میں نہیں تھی۔

"سمیر کا ویٹ کر رہی ہوں۔"

"ویٹ ہی کرنا ہے تو اندر جا کر کرو۔ آنٹی کہاں ہیں؟"

"وہ بازار گئی ہیں۔"

وہ ابھی بھی دروازے میں جمی تھی اور وہ بھی نہیں جا رہا تھا۔ زینب نے پھر گردن گھما کر سڑک کی طرف دیکھنا شروع کر دیا جیسے وہ وہاں ہے ہی نہیں۔

"سمیر کتنے بجے تک آتا ہے۔" پھر ایک سوال آیا تھا۔

"دو بجے۔" اس نے بھی جیسے ہر سوال کا جواب دینے کی قسم کھالی تھی۔ اس کے کہنے پر ہادی نے کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی جہاں ساڑھے تین ہو رہے تھے۔

"تم اندر چلو۔ میں اس کے اسکول جاتا ہوں۔"

زینب نے کچھ چونک کر اسے دیکھا لیکن وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھا اور گاڑی ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی تھی۔ ہادی کو گئے پندرہ منٹ ہوئے تھے جب اس نے گیٹ پر ہارن کی آواز سنی۔ اس نے تیزی سے دروازہ کھولا اور سمیر پر نظر پڑتے ہی اس نے گہرا سانس لیا لیکن غور سے دیکھنے پر اس کا اطمینان رخصت ہو گیا۔ سمیر کے اندر داخل ہوتے ہی ہادی کی گاڑی بھی چلی گئی تھی وہ گیٹ بند کر کے سمیر کے پیچھے آئی۔

"یہ کیا ہوا ہے؟" اس نے سمیر کی پھٹی ہوئی شرٹ

مٹی میں لتھڑی ہوئی پینٹ اور چہرے پر زخم کے نشان کی طرف اشارہ کیا۔

"کچھ نہیں۔" وہ بیگ صوفے پر رکھ کر شرٹ اتار رہا تھا۔

"میں کچھ پوچھ رہی ہوں؟" اب کے وہ غصے سے بولی تو سمیر اس کی شکل دیکھنے لگا۔

"اسکول میں کچھ لڑکوں کے ساتھ لڑائی ہو گئی تھی۔"

اس نے کچھ حیرت سے سمیر کو دیکھا کیونکہ وہ تو لڑائی سے کوسوں دور بھاگنے والا بچہ تھا۔

"تم لڑے تھے؟" وہ اب بھی حیران تھی۔

"میں نہیں وہ کلاس میں کچھ لڑکے ہیں جو ہر ایک کو تنگ کرتے ہیں کافی عرصے سے وہ مجھے بھی تنگ کر رہے تھے میں اگنور کر دیتا تھا لیکن آج ایک تو انہوں نے میری فیس چھین لی۔ دوسرا مجھے گالی بھی دی۔" بتاتے ہوئے اس کا منہ سرخ ہو گیا تھا۔

"تم نے پرنسپل سے شکایت کی؟"

"کی تھی لیکن کوئی ایکشن نہیں لیتا۔ میرے سے پہلے میرے کلاس فیلو فیصل کے ساتھ بھی ایسا کیا تھا۔ اس کے ابو نے آکر سب کے سامنے ان کی بے عزتی کی۔ تب سے وہ اس کے پاس بھی نہیں پھٹکتے۔ میرے نہ تو ابو ہیں اور نہ بھائی میں کسے لے کر جاؤں۔"

اس کے سوال پر وہ اسی طرح ساکت کھڑی رہی تو وہ بیگ اٹھا کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ وہ سوال جو اس کے اندر بیدار ہو کر اسے بے چین کرتا تھا آج وہ اس کے بھائی کی زبان پر آیا تھا۔ وہ احساس محرومی ایک بار پھر اس میں بیدار ہونے لگا۔

☆ ☆ ☆

وہ خاموشی سے سمیر کو ناشتا کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ اسے سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیسے اس سے بات کرے۔ جبکہ اس کے پاس اس مسئلے کا کوئی حل بھی نہیں تھا۔

"سمیر!"

"جی۔" وہ ہاتھ روک کر اسے دیکھنے لگا۔

"تم امی کو ساتھ لے جاؤ۔ وہ پرنسپل سے بات کریں گی۔"

"میں نے امی کو نہیں بتایا کیونکہ وہ پریشان ہو جائیں گی۔ دوسرا میں آج ہادی بھائی کو لے کر جا رہا ہوں۔"

"کیوں؟" زینب کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"انہوں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے بتا دیا۔ انہوں نے خود مجھ سے کہا وہ میرے اسکول آئیں گے۔"

زینب نے اب کی بار کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ وہ جانتی تھی ہادی نہیں آئے گا۔ کسی کو کیا ضرورت پڑی ہے پرائے پھڈے میں ٹانگ اڑائے۔

ہارن کی آواز پر سمیر تیزی سے کھڑا ہوا تھا اور وہ بھی تیزی سے اس کے پیچھے آئی تھی گیٹ کھلتے ہی اسے ہادی کا چہرہ نظر آیا اور وہ جہاں تھی وہی کھڑی رہ گئی۔ سمیر نے اللہ حافظ کہہ کر گیٹ بند کر دیا۔

وہ چہرہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا لیکن وہ ابھی بھی گیٹ کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے وہ وہیں موجود ہو۔

☆ ☆ ☆

وہ اپنے کمرے میں تھی جب اس نے سمیر کی آواز سنی۔ اس سے پہلے وہ باہر نکلتی سمیر اندر داخل ہوا تھا۔ وہ غور سے اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا؟"

"آج بہت مزا آیا۔" اس کے پوچھنے پر سمیر چٹخارہ لے کر بولا۔

"صبح جب میں ہادی بھائی کے ساتھ گیا۔ پہلے ہم پرنسپل کے آفس گئے۔ ایک تو ہادی بھائی کی پرسنالٹی اتنی شان دار ہے اور پھر ان کا مشہور زمانہ غصہ جب انہوں نے بولنا شروع کیا تو پرنسپل کی بولتی بند ہو گئی۔ پھر سر نے ان غنڈوں کے گینگ کو بلایا۔"

جوش سے بتاتے ہوئے سمیر اٹھ کر اس کے قریب آگیا۔

"اور پھر ہادی بھائی نے ان کی ایسی عزت افزائی کی

Scan & PDF FIAZ AHMED FriendsKorner.com

کہ ان کے منہ دیکھنے والے تھے۔ اور میرا دل چاہ رہا تھا ہادی بھائی کو گلے لگالوں۔" جذبات کی شدت سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ "مجھے پہلے بھی ہادی بھائی اچھے لگتے تھے۔ لیکن آج میری نظروں میں ان کی عزت اور دل میں ان کی محبت پہلے سے زیادہ ہو گئی ہے۔"

جوش میں بولتے بولتے اس نے زینب کا چہرہ دیکھا جو بالکل خاموش تھی۔

"میں جانتا ہوں ہادی بھائی کے لیے میری تعریف آپ کو اچھی نہیں لگ رہی ہو گی لیکن میں پھر بھی یہی کہوں گا۔ وہ بہترین انسان ہیں۔" سمیر کہہ کر باتھ روم میں چلا گیا تھا جبکہ وہ ابھی تک وہیں کھڑی تھی۔

☆ ☆ ☆

"کوئی پریشانی ہے؟"

"ہوں!" زینب نے کچھ چونک کر اسے دیکھا پھر نفی میں سرہلا دیا۔ "نہیں تو۔"

"تو پھر چپ چپ کیوں ہو؟" عمارہ کی نظریں اس کے چہرے پر ٹکی تھیں۔

"تمہارا وہم ہے۔"

"کیا بات ہے، آج کلاس نہیں لینی؟" اسے بڑے مطمئن انداز میں کوک پیتے دیکھ کر عمارہ نے پوچھا۔

"نہیں یار! آج کچھ بھی کرنے کو دل نہیں چاہ رہا۔" زینب کے انداز کے ساتھ باتوں سے بھی بے زاری جھلک رہی تھی۔

"آج گھر کیسے جانا ہے۔ وہ وین والا تو نہیں آئے گا؟"

"میں بھائی سے کہہ کر آئی تھی۔ چھٹی میں ہمیں پک کرلیں۔ اگر لنچ ٹائم میں وہ فری ہوئے تو لینے آجائیں گے اگر نہ آئے تو ٹیکسی اور رکشے تو ہیں نا!"

عمارہ نے چٹکی بجا کر مسئلہ حل کر دیا تو اس نے سرہلا کر اسٹرا دوبارہ ہونٹوں سے لگالی۔

"اچھا ایک اہم بات تو تمہیں بتانا ہی بھول گئی۔" عمارہ کی پُرجوش آواز پر اس نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ "اس دن جو تصویر ہم نے پسند کی تھی وہ باقی سب کو بھی پسند آگئی ہے۔ اگلے ہفتے امی اور پاپا ان کے گھر جا رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے اسے انگوٹھی بھی پہنا آئیں۔"

زینب کو بڑے زور کا اچھو لگا تھا۔ عمارہ گھبرا کر بے ساختہ اٹھی۔ اور اس کی پشت سہلانے لگی۔ ارد گرد بیٹھی لڑکیوں نے بھی مڑ کر اسے دیکھنا شروع کر دیا۔ کھانسی رکتے ہی وہ گہرے گہرے سانس لینے لگی جبکہ عمارہ اب بھی متفکر نظروں سے دیکھتے ہوئے اس کی پشت سہلا رہی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں۔" سانس بحال ہونے پر وہ بڑی دقت سے بولی تھی۔ عمارہ خاموشی سے اس کے سامنے بیٹھ گئی اور کھوجتی نظروں سے اس کا جائزہ لینے لگی۔ کھانسی تو رک گئی تھی لیکن آنکھوں کے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ وہ خود پر عمارہ کی کھوجتی نظریں محسوس کر رہی تھی۔ لیکن ابھی وہ خود کو اس قابل نہیں سمجھ رہی تھی کہ اسے کوئی وضاحت دے سکے۔ اس نے بڑی سختی سے اپنی آنکھوں کو رگڑ کر خشک کیا۔

"چلو۔" وہ کہہ کر اٹھ گئی تو مجبوراً عمارہ کو بھی اس کے پیچھے جانا پڑا۔ وہ خاموشی سے زینب کے پیچھے چلتے ہوئے گیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اس نے زینب سے کچھ نہیں پوچھا تھا لیکن وہ جانتی تھی کہ کوئی نہ کوئی پریشانی تو ضرور ہے ورنہ زینب اور خاموشی دو متضاد چیزیں ہیں۔ اور وہ یہ بھی جانتی تھی زینب اس سے کچھ چھپائی نہیں، ابھی نہ سہی پھر سہی لیکن وہ بتائے گی ضرور۔ پاس سے گزرتی ہوئی لڑکی کا کندھا اس سے ٹکرایا تو اس نے چونک کر سامنے دیکھا۔ کالج آف ہو چکا تھا اور گیٹ پر لڑکیوں کا ہجوم تھا۔ اس نے گردن گھما کر اپنے دائیں طرف کھڑی زینب کو دیکھا جو غائب دماغی سے سامنے دیکھ رہی تھی۔ عمارہ نے اس کا ہاتھ تھاما اور ہجوم کو چیرتی ہوئی اسے گیٹ کے باہر لے آئی۔ وہ متلاشی نظروں سے ارد گرد کا جائزہ لینے لگی پھر مایوس ہو کر زینب کی طرف مڑی۔

"ادھر تو بھائی کی گاڑی نظر نہیں آ رہی دوسرے گیٹ کی طرف دیکھ کر آتی ہوں تم یہیں میرا ویٹ کرو۔"

زینب کے سرہلانے پر وہ دوبارہ اندر چلی گئی تھی۔ وہ گیٹ سے کچھ ہٹ کر دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔

وہ پچھلے پندرہ سالوں سے ہادی کو جانتی تھی۔ جب وہ لوگ ان کے پڑوس شفٹ ہوئے تو وہ پانچ سال کی اور ہادی گیارہ سال کا تھا۔ وہ جتنی شرارتی تھی ہادی اتنا سنجیدہ اسے شروع سے ہی ہادی پسند نہیں تھا اور اس ناپسندیدگی میں اضافہ تب ہوا جب ایک دن معمولی سی شرارت پر اس نے اسے تھپڑ دے مارا۔ اس کے بعد جہاں ہادی کے لیے اس کی ناپسندگی میں اضافہ ہوا بلکہ وہ اس کے سائے سے بھی بھاگنے لگی۔ اس نے کبھی شادی کے بارے میں نہیں سوچا تھا اور اگر کبھی شادی کے لیے کسی شخص کا خاکہ ذہن میں تراشا بھی تو وہ کم از کم ہادی تو نہیں تھا پھر اچانک یہ کیا ہوا کچھ دنوں سے وہ جو ہادی کے لیے محسوس کر رہی تھی۔ اس جذبے کو کوئی نام نہیں دے پا رہی تھی۔ لیکن آج جب عمارہ نے اس کی شادی کی بات کی تو پہلا خیال جو اسے آیا وہ اسے کھونے کا تھا۔ اور یہ خیال اتنا زور آور تھا کہ اسے رُلا گیا تھا۔ وہ تو پہلے بھی اس کا نہیں تھا۔ وہ جانتی تھی وہ اسے پسند نہیں کرتا پسند تو وہ بھی نہیں کرتی تھی لیکن یہ اچانک؟

اپنی بے بسی پر اس کی آنکھیں ایک بار پھر جھلملا اٹھیں۔ اس نے آنکھیں جھپک کر آنسو اندر اتارنے کی کوشش کی۔ منظر صاف ہوتے ہی جو چہرہ اسے نظر آیا۔ اسے دیکھتے ہی پہلے حیرت اور پھر خوف اس کی آنکھوں سے جھلکنے لگا۔ وہ چلتا ہوا بالکل اس کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا تھا۔ زینب نے دزدیدہ نظروں سے ارد گرد کا جائزہ لیا۔ سب اپنے اپنے دھیان میں تھے۔ کوئی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

"کیسی ہو زینب؟" اس کے پوچھنے پر زینب کو مجبوراً اس کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔

"میں ٹھیک ہوں۔"

"یہاں سے گزر رہا تھا تمہیں یہاں کھڑے دیکھا تو خود کو روک نہیں سکا۔ یہاں کیوں کھڑی ہو؟"

"میری وین نہیں آئی۔" "چلو میں چھوڑ دیتا ہوں۔" زینب نے گھبرا کر اسے دیکھا۔

"نہیں میری فرینڈ میرے ساتھ ہے۔ وہ اندر گئی ہے۔" زینب دل میں عمارہ کے جلدی آنے کی دعا کرنے لگی۔

"چلو اسے بھی چھوڑ دیتا ہوں۔" وہ کسی طور بھی ٹلنے کو تیار نہیں تھا۔

"ناظم بھائی! آپ جائیں ہم چلے جائیں گے۔" اب کے وہ جی کڑا کر کچھ سختی سے بولی اور رخ موڑ لیا۔ لیکن اگلا لمحہ اس کی توقع کے بالکل برعکس تھا ناظم اس کے راستے میں پھیل کر کھڑا ہو گیا اور دیوار پر ہاتھ ٹکا کر اس کا راستہ روک دیا۔ زینب کا سانس سینے میں اٹک کر رہ گیا۔

"میں تم سے اب سیدھی بات کرتا ہوں۔ میں خاص طور پر تم سے ملنے آیا ہوں۔ گھر آتا تو چچی تم سے ملنے نہ دیتیں۔ میں نے تمہارے لیے رشتہ بھیجا لیکن چچی نے انکار کر دیا تم نہیں جانتی مجھے کتنا غصہ آیا تھا۔ میرا ایک اصول ہے۔ اگر گھی سیدھی انگلی سے نہ نکلے تو انگلی ٹیڑھی کرلو۔ چچی کے اس ناں کا جواب میں بڑی اچھی طرح دے سکتا تھا۔ تمہیں اغوا کرنا میرے لیے کچھ مشکل نہیں تھا۔ ابھی بھی تمہیں یہاں سے لے جاؤں تو میرا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔"

زینب کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔

"لیکن ایک تو تم میرے چچا کی بیٹی ہو اور سب سے بڑی بات میری پسند ہو۔ میں عزت کے ساتھ تمہیں اپنی بیوی بنا کر لے جانا چاہتا ہوں۔ تمہیں اگر فرزانہ کی فکر ہے تو بھول جاؤ۔ اس کی حیثیت میرے لیے کسی فرنیچر سے زیادہ نہیں۔ بیوی تو تم میری کہلاؤ گی۔ رانی بنا کر رکھوں گا تمہیں۔ اپنی ماں کو سمجھاؤ۔ اب ہم آئیں تو انکار نہیں ہونا چاہیے۔"

اس دوران وہ زمین پر نظریں گاڑے بالکل ساکت

Scan & PDF FIAZ AHMED Friends Korner.com

کھڑی تھی۔

"زینب!" عمارہ کی آواز پر اسے لگا جیسے اس کے بے جان وجود میں جان پڑ گئی ہو۔ ناظم نے بھی مڑ کر اسے دیکھا تھا جبکہ عمارہ حیران نظروں سے ناظم کو دیکھتی ہوئی زینب کے قریب گئی تھی۔

"تو آپ ہیں زینب کی دوست؟" عمارہ نے سر اثبات میں سرہلا کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"میں زینب کا کزن ہوں۔" عمارہ نے مسکرا کر سرہلایا اور زینب کی طرف دیکھا اور ٹھٹک کر رہ گئی اس کا چہرہ بالکل سفید پڑ چکا تھا۔

"چلو زینب! بھائی آگئے ہیں۔" عمارہ نے کہہ کر اس کا بازو بھی تھام لیا۔ جو بے حد سرد تھا۔ عمارہ نے ایک بار پھر زینب کو دیکھا اور پھر ناظم کو جو فٹ پاتھ کے کنارے پر کھڑی گاڑی کو دیکھ رہا تھا۔ جس کی ڈرائیونگ سیٹ پر ہادی بیٹھا تھا۔ ناظم کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔ عمارہ مزید کوئی بات کیے بنا اسے کھینچتی ہوئی گاڑی تک لے آئی۔ ان کے بیٹھتے ہی کار اسٹارٹ ہو گئی تھی۔

"میں کب سے تمہیں آوازیں دے رہی تھی اور یہ کون سا کزن ہے تمہارا؟"

عمارہ کے پوچھنے پر اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ عمارہ نے کچھ کہنے کے لیے اس کی طرف دیکھا اور اسے روتا دیکھ کر پریشان ہو گئی۔

"زینب! تم رو رہی ہو۔" زینب نے جلدی سے اس کا ہاتھ دبا کر اسے بولنے سے روکا تھا۔ ہادی کی نظریں بے ساختہ ویو مرر کی طرف اٹھی تھیں۔ جہاں سے وہ زینب کو دیکھ سکتا تھا جس نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر عمارہ کو مزید کوئی سوال کرنے سے روکا تھا۔

ہادی نے نظریں ایک بار پھر سامنے سڑک پر ٹکا دیں۔ گاڑی میں محسوس کی جانے والی خاموشی چھا گئی تھی۔ عمارہ نے زینب کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔

گاڑی گیٹ کے آگے رکتے ہی وہ کچھ کہے بغیر تیزی سے اتری تھی۔

☼ ☼ ☼

یونیفارم بدل کر بمشکل چار لقمے اس نے کھائے اور زینب کی طرف آگئی۔ گیٹ سمیر نے کھولا تھا۔ لاؤنج میں اسے حمیرا تسبیح پڑھتی نظر آئیں۔

"آنٹی زینب!"

"وہ تو سو رہی ہے بیٹا!"

"اچھا۔" وہ کچھ مایوسی سے بولی۔

"تم چلی جاؤ بیٹا اور اسے جگا بھی دو، کھانا کھائے بغیر سو گئی ہے۔"

وہ سرہلا کر تیزی سے اس کے کمرے کی طرف بڑھی جب وہ اندر داخل ہوئی تو وہ اوندھے منہ بیڈ پر لیٹی تھی۔ وہ آہستگی سے چلتی ہوئی اس کے قریب جا کر بیٹھ گئی۔ اس نے آواز دینے کے ساتھ کندھے پر ہاتھ رکھا، اسے سیدھا کیا۔ اس کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔ عمارہ گہرا سانس لے کر اسے دیکھنے لگی۔ یہاں تک کہ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"اب تم مجھے یہ نہیں کہہ سکتیں، میرا وہم ہے، میں تمہیں بہت اچھی طرح جانتی ہوں۔ میں نے تمہیں کبھی یوں روتے نہیں دیکھا۔ کوئی بہت بڑی بات ہے جو تم یوں رو رہی ہو۔ مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے۔"

عمارہ نے اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے تھے اور وہ جو بمشکل چپ ہوئی تھی، اس کی آنکھوں سے پھر آنسو بہنے لگے۔

"آج تم کالج کے باہر میرے کزن سے ملی تھیں نا! انہوں نے میرے لیے پرپوزل بھیجا ہے۔"

"کیا؟" عمارہ چیخی تھی۔ "اس موچھڑ سنگھ نے؟ اسے شرم نہیں آئی۔ تم اس کے ساتھ کھڑی اس کی بیٹی لگتی ہو۔"

"وہ نہ صرف عمر میں مجھ سے بڑے ہیں بلکہ شادی شدہ بھی ہیں۔" عمارہ آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھنے لگی۔

"تو کون سا کیڑا کاٹا ہے اسے؟"

"تایا جی اور تائی جی آئے تھے۔ امی نے انکار کر دیا۔ تایا جی ہمیں دھمکی دے کر گئے اس کے بعد بھی فون آتے رہے۔ ہم نے کبھی سیریس نہیں لیا، لیکن آج وہ ناظم بھائی کالج آ گئے، انہوں نے کہا اگر میں نے ہاں نہ

کی تو وہ مجھے اغوا بھی کر سکتے ہیں۔" یہ کہہ کر وہ پھر رونے لگی تھی۔

عمارہ پریشانی سے اسے دیکھنے لگی، لیکن بات واقعی پریشان کن تھی۔ عمارہ نے غور سے اس کا اترا ہوا چہرہ دیکھا اور بے ساختہ اس کا چہرہ تھاما۔

"تم بالکل بھی پریشان نہ ہو زینب! یوں زبردستی کسی سے شادی کرنا، اغوا کرنا کوئی بچوں کا کھیل تو نہیں۔"

"مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے عمارہ! ایسے لگتا ہے تپتی دھوپ میں سلگتی ریت پر ننگے پاؤں کھڑی ہوں، سہارے کے لیے کسی کا ہاتھ تھامنا چاہوں تو کوئی سہارا نظر نہیں آتا۔" عمارہ نے زینب کو گلے لگا لیا تھا۔

"زینب! تم اکیلی نہیں ہو، میں ہوں، آنٹی ہیں، سمیر ہے، میرے پاپا، تمہارے بھی پاپا ہیں، ماما ہیں، ہادی بھائی ہیں۔"

عمارہ اس کی پشت سہلاتے ہوئے خود بھی رو رہی تھی۔

"عمارہ! کیا میں تمہارے گھر میں نہیں رہ سکتی؟"

"کیوں نہیں، وہ بھی تمہارا ہی گھر ہے۔"

"نہیں ایسے نہیں، میرا مطلب ہے ہادی بھائی اگر مجھ سے شادی کر لیں۔" اس نے بمشکل بات مکمل کی۔ عمارہ حیرانی سے اسے دیکھنے لگی۔ جتنا وہ ہادی کو ناپسند کرتی تھی اور جتنی ہادی کو اس سے چڑ تھی ایسے میں ایسی بات سوچنا بھی حماقت تھی۔ عمارہ ایک ٹک اسے دیکھے جا رہی تھی جو شدت سے روتی ہوئی واقعی حواسوں میں نہیں لگ رہی تھی۔

"تم اس وقت ہوش میں نہیں ہو۔ اس لیے اس طرح اول فول بک رہی ہو، جب تمہارا دماغ ٹھکانے پر آجائے تب مجھ سے بات کر لینا۔"

عمارہ جھٹکے سے اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھی۔ نکلنے سے پہلے اس نے مڑ کر دوبارہ اسے دیکھا، اس کا خیال تھا۔ ابھی وہ مسکراتی ہوئی اس کے پیچھے آئے گی اور کہے گی "میں نے تو مذاق کیا تھا، ورنہ میں اور تمہارے اس سڑیل بھائی سے شادی کروں۔" لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔ وہ ابھی بھی سر جھکائے رو رہی تھی۔ عمارہ تیزی سے مڑی اور تقریباً بھاگتے ہوئے باہر نکلی تھی۔

☼ ☼ ☼

آہٹ پر اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا، دروازے میں ثمینہ کھڑی تھیں۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"کیا بات ہے عمارہ! اس طرح کیوں لیٹی ہو؟" انہوں نے اس کے ستے ہوئے چہرے کو قدرے تشویش سے دیکھا تھا۔ "اب اٹھو تمہارے پاپا اور بھائی بار بار تمہیں ہی پوچھ رہے ہیں۔"

"امی پلیز! آپ پاپا سے کہہ دیں، میں سو گئی ہوں۔" اس کے بے زار انداز کو ثمینہ نے غور سے دیکھا تھا۔

"عمارہ! کیا بات ہے، خیریت تو ہے نا؟"

اور عمارہ نے جو آج دیکھا اور جو زینب نے اسے بتایا، وہ سب اس نے ثمینہ کو بتا دیا۔ ماسوائے اس جملے کے جس نے اسے بری طرح ڈسٹرب کر دیا تھا۔ ساری بات سن کر ثمینہ بھی پریشان ہو گئی تھیں۔

"اسی لیے حمیرا زینب کی جلدی شادی کرنا چاہتی تھی۔" وہ پرسوچ انداز میں بولیں۔

"امی! زینب بہت پریشان ہے۔ میں نے اسے کبھی اس طرح روتے نہیں دیکھا۔ اسے اس طرح مجبور اور بے بس دیکھ کر مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے۔" کہنے کے ساتھ وہ دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر رونے لگی۔ ثمینہ نے بے ساختہ اسے ساتھ لگایا تھا۔

"عمارہ! یوں رونے سے مسئلے حل نہیں ہوتے۔"

"امی! تو آپ کچھ کریں نا!"

"میں کیا کر سکتی ہوں بیٹا؟" وہ اس کا سر تھپتھپاتے ہوئے بے چارگی سے بولیں۔ عمارہ کو ایک پل لگا تھا وہ بات کہنے میں، جسے وہ پچھلے پانچ گھنٹوں سے نظرانداز کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس نے ثمینہ کے سینے سے سر اٹھا کر ان کا چہرہ دیکھا۔

"امی! کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم ہادی بھائی کی شادی زینب سے کروا دیں۔" ثمینہ نے اسے ایسے دیکھا

Scan & PDF FIAZ AHMED Friends Korner.com

جیسے انہیں سننے میں غلطی ہوئی ہو۔

"کیا کہا تم نے؟" انہوں نے کچھ حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیا ہادی بھائی کی شادی زینب سے ہو سکتی ہے؟"

"نہیں۔" اس کے سوال کا بڑا واضح اور دوٹوک جواب آیا تھا۔ اسے معلوم تھا اسے یہ ہی جواب ملے گا۔ لیکن پھر بھی نا سن کر اسے برا لگا تھا۔

"لیکن کیوں؟"

"یہ بھی مجھے بتانا ہو گا تم جانتی ہو ہادی زینب سے کتنا چڑتا ہے زینب کی مدد کرنے کے اور بھی بہت سے طریقے ہیں یہ کیا بات ہوئی اس کی مدد کے لیے میں اپنے بیٹے کو قربانی کا بکرا بنا دوں۔"

ان کا ناگوار لہجہ عمارہ کو اچھا خاصا برا لگا تھا۔

"زینب کیا بدصورت ہے بدتمیز ہے کریکٹر لیس ہے۔"

"بس۔" ثمینہ نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔ "وہ تمہاری دوست ہے بس اور کوئی رشتہ بنانے کی ضرورت نہیں۔ میں کل رشتہ والی سے بات کر کے زینب کا بندوبست کرواتی ہوں۔" بات ختم کر کے وہ کھڑی ہو گئی تھیں۔

"لیکن امی! زینب میں کیا خرابی ہے؟" ثمینہ نے بے اختیار اپنا ماتھا پیٹا تھا۔

"بات زینب میں خرابی کی نہیں۔ بات ہادی کی خوشی کی ہے فرض کرو میں مان بھی جاتی ہوں تو کیا ہادی مان جائے گا؟ یہ کسی ٹرپ یا فنکشن پر جانے کی بات نہیں ہو رہی کہ چند گھنٹوں کا ساتھ ہے جو ہادی اسے برداشت کر لے گا۔ ساری زندگی کا ساتھ ہے ہادی کبھی نہیں مانے گا۔" عمارہ ان کی بات سے متفق تو تھی لیکن ایک آخری کوشش بھی تو کرنا تھی۔

"میں ہادی بھائی سے پوچھ لیتی ہوں۔" کہنے کے ساتھ ہی وہ کھڑی بھی ہو گئی۔

"خبردار جو تم نے ہادی سے ایسی بات کی۔ ہادی کے لیے میں لڑکی پسند کر چکی ہوں۔ وہ بھی ہاں کہہ چکا ہے۔ دو تین دن تک میں تمہارے پاپا اور عالیہ ان کے گھر جا رہے ہیں اور ارم کو انگوٹھی بھی پہنا آئیں گے اور زینب تمہاری دوست ہونے کے ناتے مجھے بھی عزیز ہے۔ مجھے بھی اس کی فکر ہے میں کچھ کرتی ہوں اس کے لیے تب تک تم اپنی چونچ بند رکھو۔" باہر نکلتے ہوئے انہوں نے زور سے دروازہ بند کیا تھا۔

اس نے غصے سے بند دروازے کو دیکھا۔ وہ جانتی تھی ہادی زینب سے شادی نہیں کرے گا لیکن اس کا خیال تھا۔ ماں باپ میں سے اگر کسی کا ووٹ مل جاتا تو شاید وہ ہادی کو منا لیتی لیکن اب کوئی فائدہ نہیں تھا۔

☼ ☼ ☼

اندر داخل ہو کر پہلے انہوں نے اپنا ہینڈ بیگ ٹیبل پر رکھا اور خود گرنے والے انداز میں صوفے پر بیٹھ گئیں۔

"کیا بات ہے بیگم! آپ کیا اولمپکس کی دوڑ میں حصہ لے کر آ رہی ہیں؟" حشمت صاحب کے کہنے پر ہادی اور عالیہ ہنس پڑے تھے جبکہ ثمینہ نے سنجیدہ نظروں سے انہیں دیکھا۔

"آپ کو تو ہر وقت مذاق ہی سوجھتا ہے۔ عمارہ! ذرا ایک گلاس پانی تو پلانا۔" ان کے کہنے پر وہ خاموشی سے کھڑی ہو گئی۔

"آپ گئی کہاں تھیں؟" عالیہ نے پوچھا تھا۔

"میں حمیرا کی طرف تھی۔ اس نے زینب کے رشتے کے لیے کہا تھا۔"

"اتنی اچانک!" حشمت صاحب حیران ہوئے۔

"بس قسمت خراب جیٹھ نے اپنے بیٹے کا رشتہ مانگا تھا۔ حمیرا نے انکار کر دیا بجائے کہ وہ لوگ خاموش ہو جاتے دھمکیاں دینے لگے۔ بے چاری حمیرا بہت پریشان تھی۔"

"حمیرا بھابھی نے انکار کیوں کیا؟" حشمت صاحب کے استفسار پر عمارہ ماں کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"کوئی جوڑ ہی نہیں تھا۔ ایک تو عمر زیادہ دوسرا وہ شادی شدہ ہے۔"

اب کی بار لاپروائی کے ساتھ ٹی وی دیکھتے ہوئے ہادی نے بھی چونک کر انہیں دیکھا تھا۔

"میں نے رشتے والی سے بات کی تھی۔ وہ ہی آج رشتہ لے کر آئی تھی۔ زینب کو وہ لوگ پسند کر گئے ہیں۔ اب دو تین دن تک میں حمیرا کے ساتھ جاؤں گی۔"

"اللہ بچی کے نصیب اچھے کرے۔" حشمت صاحب نے کہہ کر بات ختم کر دی۔

"بچے کہاں ہیں؟" خاموشی محسوس کر کے ثمینہ نے عالیہ سے پوچھا تھا۔

"دونوں کھیل کے تھک گئے تھے سو رہے ہیں۔"

"تم تیار رہنا۔ ارم کی طرف چلنا ہے۔ اب تم آئی ہو تو یہ کام بھی نپٹا لیں۔"

ثمینہ کے کہنے پر عالیہ نے مسکرا کر ہادی کو دیکھا جو عالیہ کی نظریں خود پر محسوس کر کے اور انہماک سے ٹی وی دیکھنے لگا تھا۔

"عمارہ نہیں جا رہی؟"

حشمت صاحب کے پوچھنے پر ہادی بھی اسے دیکھنے لگا تو وہ گڑبڑا کر بولی۔

"میں پھر چلی جاؤں گی۔" کہہ کر اس نے نظریں دوبارہ ٹی وی پر جما دیں سب چلے گئے تھے صرف ہادی اور عمارہ وہاں بیٹھے تھے۔

"عمارہ! کوئی پریشانی ہے؟" عمارہ نے اس کی طرف دیکھا جس کی کھوجتی نظریں اس کا جائزہ لے رہی تھیں۔ ایک پل کے لیے اس نے سوچا اسے سب بتا دے لیکن ابھی کچھ دیر پہلے وہ اس کے چہرے پر ارم کے نام کی مسکراہٹ دیکھ چکی تھی۔ اس نے سر نفی میں ہلایا اور مزید سوالوں سے بچنے کے لیے کھڑی ہو گئی۔

☼ ☼ ☼

"عمارہ باجی آئی ہیں۔" سمیر کی آواز پر کپڑے تہہ کرتے ہوئے اس کے ہاتھ ایک پل کے لیے رک گئے تھے۔

وہ کپڑے رکھ کر باہر نکل آئی۔ عمارہ اسی طرف آ رہی تھی۔ اسے دیکھ کر مسکرا دی جبکہ زینب کی نظریں جھک گئی تھیں۔ اس دن اس نے بے اختیاری میں جو عمارہ سے کہہ دیا تھا۔ اس کے بعد وہ خود میں حوصلہ نہیں پا رہی تھی کہ عمارہ کا سامنا کر سکے۔

"دو دن سے کالج کیوں نہیں آ رہیں اور میرے فون بھی اٹینڈ نہیں کر رہیں؟" زینب نے جواب دینے کے بجائے سر جھکا لیا۔

"میں کچھ پوچھ رہی ہوں زینب!" اسے مسلسل خاموش دیکھ کر عمارہ زور سے بولی۔

"آئی ایم سوری اس دن پتا نہیں مجھے کیا ہو گیا تھا۔" زینب کی جھکی نظریں دیکھ کر عمارہ نے لمبی سانس لی تھی۔

"میرا خیال ہے ہماری دوستی ایسی ہے کہ اس میں کسی ایکسکیوز کی گنجائش نہیں۔ اس وقت تم پریشان تھیں اور اگر پریشانی میں تم نے مجھے اپنا سمجھ کر کچھ کہہ بھی دیا تو اس میں سوری کرنے والی کیا بات ہے۔"

"تم ناراض تو نہیں؟" زینب کے پوچھنے پر وہ ہنس پڑی۔

"نہیں کیونکہ میں جانتی ہوں۔ وہ سچ نہیں تھا۔" زینب نے غور سے دیکھا۔ "اور اگر اس دن جو میں نے کہا تھا وہ سچ ہوتا تو؟"

عمارہ کی مسکراہٹ سکڑ گئی تھی۔

"تو کیا تم ہادی بھائی سے میری شادی کروا دیتیں؟" عمارہ بالکل خاموش تھی۔

"کیا تمہیں میں ہادی بھائی کے قابل نہیں لگتی؟" عمارہ ٹکر ٹکر اس کی شکل دیکھ رہی تھی۔ وہ ابھی پچھلی بات نہیں بھولی تھی زینب نے اسے ایک بار پھر الجھا دیا تھا۔ اسے یوں دیکھ کر زینب ہنس پڑی تھی۔

"مذاق کر رہی تھی یار!" اس کے کندھے پر چپت لگا کر وہ کچن کی طرف بڑھ گئی جبکہ عمارہ نے غصے سے اس کی پشت کو گھورا اور اس کے پیچھے آ گئی۔

"تمہیں تکلیف کیا ہے جو یوں الٹی سیدھی باتیں کر رہی ہو؟" زینب نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

Scan & PDF FIAZ AHMED FriendsKorner.com

"اچھا دفع کرو سب، یہ بتاؤ اپنے ہونے والے منگیتر کی تصویر دیکھی؟ کیسا لگا؟" عمارہ اشتیاق سے اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔ زینب نے پل کی پل نظر اس پر ڈالی اور دوبارہ برتنوں کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"امی نے دیکھ لیا ہے، کافی ہے اور پھر میرے پسند کرنے یا نہ کرنے سے کیا ہوتا ہے۔" اس کے لہجے میں عجیب سی مایوسی تھی۔

"کیوں فرق نہیں پڑتا، اگر تمہیں پسند نہیں تو نہ کردو۔"

"پھر کیا ہوگا؟" زینب نے گردن گھما کر اسے دیکھا۔ "پھر بھی میری شادی اس سے تو نہیں ہو سکتی، جسے میں پسند کرتی ہوں۔"

"زینب! تمہیں ہو کیا گیا ہے، کیوں ایسی باتیں کر رہی ہو، میں بچپن سے تمہیں جانتی ہوں، اگر تم کسی کو پسند کرتی ہوتیں تو مجھے پتا ہوتا۔"

زینب نے سب برتن ریک میں رکھے اور عمارہ کی طرف مڑی۔

"دیکھو، جس شخص سے بھی میری شادی ہو رہی ہے وہ مجھے پسند ہے یا نہیں۔ اس سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ جو بھی ہوگا ناظم بھائی سے بہتر ہوگا۔" وہ کہہ کر خاموش ہو گئی، پھر سر جھٹک کر عمارہ کو دیکھا۔

"میری چھوڑو، تم سناؤ۔"

"کچھ خاص نہیں، آج کل عالیہ آپی آئی ہوئی ہیں، شاید ایک، دو دن تک ہادی بھائی کی منگنی ہو جائے۔"

زینب نے چونک کر اسے دیکھا، وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی، وہ مسکرا دی۔

"یہ تو اچھی بات ہے۔" عمارہ کتنی دیر تک اس کا چہرہ دیکھتی رہی، لیکن جب اس کے چہرے سے کوئی نتیجہ اخذ نہ کر سکی تو نظریں گھما لیں۔

☆ ☆ ☆

"زینب! فریج میں چکن رکھی ہے وہ پکا لینا۔"

"آپ کتنی دیر تک آئیں گی؟"

"ان کا گھر کافی دور ہے۔ آنے جانے میں دو گھنٹے تو لگ جائیں گے۔" چادر اوڑھ کر انہوں نے اس کا چہرہ دیکھا۔

"تم ایسا کرو، عمارہ کو بلا لو۔"

"میں نے فون کیا تھا، وہ عالیہ آپی کے ساتھ بازار گئی ہے۔"

"چلو کوئی بات نہیں۔ سمیر گھر پر ہے، تم دروازہ بند کرلو۔"

دروازہ بند کر کے جب وہ اندر آئی، سمیر ٹی وی دیکھ رہا تھا۔ وہ کچھ دیر تو سمیر کے ساتھ ٹی وی دیکھتی رہی، پھر کچن میں آگئی۔

ہنڈیا رکھنے کے بعد اس نے آٹا گوندھا۔ وہ سلاد بنا رہی تھی، جب سمیر اندر آیا۔

"باجی! میں ذرا گراؤنڈ تک جا رہا ہوں۔" زینب نے گھڑی کی طرف دیکھا، جہاں شام کے پانچ بج رہے تھے۔

"باجی بس آدھ گھنٹہ میں آجاؤں گا۔" وہ بیٹ لے کر باہر کی طرف بھاگا۔

سمیر کے جانے کے بعد وہ ٹی وی کے سامنے بیٹھ گئی۔ وہ چینل سرچنگ میں مصروف تھی، جب فون کی گھنٹی بجی اس نے بے زاری سے فون کی طرف دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر فون اٹھالیا۔ اس کے دو، تین بار ہیلو کہنے پر بھی دوسری طرف خاموشی چھائی رہی تو اس نے اکتا کر فون بند کر دیا۔ فون رکھ کر وہ ابھی پلٹی تھی کہ فون دوبارہ بج اٹھا۔ اس نے اب کی بار غصے سے ریسیور اٹھایا تھا۔

"اگر منہ میں زبان نہیں تو فون کیوں کیا ہے؟" کہہ کر وہ فون بند کرنے لگی تھی، جب اسے اپنا نام سنائی دیا تھا۔ اس نے کچھ حیرت سے ریسیور کان سے لگایا۔

"میں جانتا ہوں تم سن رہی ہو۔" زینب نے آواز پہچاننے کی کوشش کی۔

"کون؟"

"تمہارا ناظم!" دوسری طرف سے بڑے پیار سے کہا گیا تھا۔ یکدم ریسیور پر زینب کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔

"میں نے کہا تھا نا تمہارا جواب مجھے ہاں میں چاہیے، لیکن پھر بھی دوسری دفعہ چچی نے ناں کی ہے۔ اب جو ہوگا اس کی ذمہ دار تم خود ہوگی۔ مجھ سے بچنے کے لیے چچی تمہاری شادی کروانے کے چکر میں ہیں۔ تم لوگوں کی ایک، ایک حرکت پر میری نظر ہے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں تم اس وقت گھر میں اکیلی ہو۔ چچی ان لوگوں کے گھر گئی ہیں جن سے تمہارا رشتہ جوڑنے کے خواب دیکھ رہی ہیں اور وہ خواب خواب ہی رہے گا۔ میں اسے حقیقت کا روپ دھارنے نہیں دوں گا۔ سمیر بھی یہاں کھیل رہا ہے۔ اب رہیں تم کب سے تمہیں حاصل کرنے کی حسرت دل میں دبائے پھر رہا ہوں۔ آج موقع مل رہا ہے تمہاری گلی بھی سنسان پڑی ہے۔"

زینب نے سرعت سے ریسیور کریڈل پر رکھا اور لاؤنج کا دروازہ لاک کر کے اس کے ساتھ ٹیک لگالی۔ کچھ دیر وہ ساکت نظروں سے سامنے دیکھتی رہی۔ تب ہی اچانک ہونے والی ڈور بیل پر اس کا پورا وجود ہل گیا تھا۔ ڈور بیل مسلسل بج رہی تھی۔ ایک پل کا وقفہ آیا تھا اور ساتھ ہی فون کی بیل بج اٹھی۔ وہ ایک ہاتھ دروازے پر رکھے کبھی فون کو دیکھتی، کبھی کھڑکی کی طرف باہر کے دروازے کو دھکا دے کر کھولنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ وہ کانپتی ٹانگوں کے ساتھ کھڑکی کی طرف آگئی جہاں سے صحن کا منظر واضح تھا۔ اس نے باہر کی لائٹ بھی نہیں جلائی تھی۔ اسٹریٹ لائٹ کی روشنی منظر کو تھوڑا بہت واضح کر رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں آنے والے آنسو بے اختیار تھے۔ اس نے کھڑکی کی گرل کو مضبوطی سے تھام لیا۔ آہٹ پر اس نے پھر صحن کی طرف نظر دوڑائی، سامنے کیاریوں کے ساتھ والی دیوار چھوٹی تھی، وہاں پر دو، تین سائے نظر آرہے تھے اور اس کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ سائے صحن میں کود گئے۔ اس کے منہ سے نکلنے والی چیخ بے ساختہ تھی۔ وہ چیختے ہوئے الٹے قدم پیچھے ہٹی اور ٹیبل سے ٹکراتے ہی وہ پشت کے بل گری تھی۔ درد کی لہر پورے جسم میں دوڑ گئی تھی۔ کچھ لمحوں کے لیے تو وہ حرکت کرنے کے قابل بھی نہیں رہی تھی۔ لاؤنج کے دروازے کو زور، زور سے بجایا جا رہا تھا، وہ بڑی ہمت کر کے اٹھی تھی۔

اس نے متوحش نظروں سے دروازے کو دیکھا۔ دروازہ جس زور سے بجایا جا رہا تھا۔ اسے لگ رہا تھا کسی پل بھی دروازہ دہلیز سے الگ ہو جائے گا۔ وہ اپنا پورا زور لگا کر اٹھی اور سیڑھیوں کی طرف بھاگی، اسے نہیں پتا تھا وہ کیا کرنے جا رہی ہے، اسے اپنی عزت کے ساتھ جان بھی بچانی تھی اور پھر چھت پر پہنچ کر اس نے ساتھ والوں کی چھت پر چھلانگ لگائی اور اس کے بعد اگلی چھت پر اس کی یہ حرکت بالکل بے اختیاری تھی۔ چھت کی دیواریں پھلانگنے پر اسے کافی چوٹیں لگی تھیں۔ دوپٹہ کہیں پیچھے رہ گیا تھا، لیکن اسے اس وقت کسی چیز کی پروا نہیں تھی۔ خوش قسمتی سے چھت کا دروازہ کھلا تھا۔ وہ پاگلوں کی طرح بھاگتی ہوئی سیڑھیاں اترنے لگی۔

ٹی وی دیکھتے ہوئے اسے کچھ عجیب سا احساس ہوا تھا۔ اس نے گردن گھما کر پیچھے دیکھا اور اگلے ہی پل وہ یوں کھڑا ہوا جیسے صوفے میں اسپرنگ لگے ہوں۔ وہ پورے کا پورا اس کی طرف گھوم گیا۔

"تم؟" اس نے حیرت سے اسے دیکھا۔ وہ گھر میں بالکل اکیلا تھا۔ نہ صرف باہر کا گیٹ بند تھا، بلکہ لاؤنج کا دروازہ بھی بند تھا۔

"تم کہاں سے آئی ہو؟" حسب عادت اسے دیکھ کر ہادی کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔ اس کے پوچھنے پر وہ ایک دم دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر رونے لگی تھی۔ اب کے ہادی نے چونکنے کے بعد غور سے اسے دیکھا۔ اس کے پاؤں میں جوتی نہیں تھی۔ پاؤں سے ہوتی ہوئی اس کی نظریں اس کے چہرے تک آئی تھیں۔ اس کا دوپٹہ بھی غائب تھا۔ اس پر اس کا یوں تڑپ تڑپ کر رونا۔ وہ بے ساختہ انداز میں اس کی طرف بڑھا تھا۔

"کیا ہوا ہے؟" ہادی کے پوچھنے پر اس کے رونے میں اور اضافہ ہو گیا تھا۔ ہادی کو اب تشویش ہونے لگی

Scan & PDF EJAZ AHMED Friends Korner.com

تھی۔

"زینب!" ہادی نے زبردستی اس کے ہاتھ چہرے سے ہٹائے تھے۔ زینب نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اور کچھ پل کے لیے نظریں اس چہرے پر ٹھہر سی گئیں۔ ان نظروں کی تڑپ شاید ہادی نے بھی محسوس کرلی تھی' اسی لیے کچھ الجھ کر اسے دیکھنے لگا۔

"یہ کیا حلیہ بنایا ہوا ہے اور آئی کیسے ہو؟" اس سے اس وقت بات نہیں ہو پا رہی تھی' اس نے انگلی سے چھت کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"واٹ!" وہ چیخ پڑا۔ "چھت سے ہتم میں لڑکیوں والی کوئی بات ہے یا نہیں؟" ہادی کو ایک بار پھر غصہ آگیا تھا۔ "عمارہ گھر پر نہیں ہے۔"

اس کے بتانے پر بھی وہ یوں ہی سر جھکائے کھڑی رہی تو ہادی کے ہونٹ بھینچ گئے۔

"جو انسانوں والے کام ہیں وہ کیا کرو' کسی کے گھر جانے کے لیے دروازے استعمال ہوتے ہیں' چھت نہیں' آئندہ دھیان رکھنا۔ جاؤ گھر جاؤ اور حلیہ ٹھیک کروا اپنا۔" ہادی نے اس پر نظر ڈالنے سے گریز کیا تھا۔

"سنا نہیں تم نے؟" اسے یوں ہی کھڑا دیکھ کر وہ زور سے بولا۔ زینب سہم کر رہ گئی۔

"امی گھر پر نہیں۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

وہ سر جھکائے ہاتھ مسلتی ہوئی بولی۔ ہادی کوئی سخت بات کہنا چاہتا تھا۔ لیکن اس وقت اس کی حالت اتنی قابل رحم ہو رہی تھی کہ وہ سر جھٹک کر رہ گیا۔

"اس وقت گھر میں کوئی نہیں اور میرے دوست بھی آنے والے ہیں۔" ہادی نے حتی الامکان اپنے لہجے کو نارمل رکھنے کی کوشش کی تھی۔

"ہمارے گھر کوئی آگیا ہے۔" آخر کار اس نے روتے ہوئے کہہ ہی دیا۔

ہادی نے نا سمجھنے والے انداز میں اسے دیکھا۔

"کون آگیا ہے؟" وہ کچھ نہیں بولی تھی تو وہ خود ہی نتیجہ اخذ کرتے ہوئے اس کے قریب سے گزرتا ہوا اندر چلا گیا' جب واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں دوپٹہ تھا جو یقیناً "عمارہ کا تھا۔ اس نے دوپٹہ اس کے کندھے پر رکھا اور اسے ساتھ چلنے کا کہتا ہوا باہر نکل گیا۔ زینب نے بے چارگی سے اسے جاتا دیکھا۔ اس کے پاس اب جانے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ وہ جانتی تھی۔ اب اگر اس نے مزید کوئی بات کی تو وہ تھپڑ لگا دے گا۔

وہ اس کے پیچھے باہر نکل آئی۔ وہ تیزی سے ان کے گھر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ دروازے پر ہاتھ رکھتے ہی دروازہ کھل گیا تھا۔ ہادی نے غصے سے اس کی طرف دیکھا' جبکہ وہ حیرت کے مارے گنگ رہ گئی' کیونکہ اسے اچھی طرح یاد تھا۔ دروازہ بند تھا۔ ہادی اندر چلا گیا تھا اور وہ بھی تیزی سے اس کے پیچھے آئی تھی۔ البتہ لاؤنج کا دروازہ بند تھا۔ ہادی اس کی طرف مڑا۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتا دروازے پر دھماکہ سا ہوا تھا اور ناظم کے ساتھ تین آدمی اور اندر داخل ہوئے تھے جو اپنی وضع قطع سے غنڈے ہی لگ رہے تھے۔ زینب بھاگنے کے سے انداز میں ہادی کی طرف بڑھی تھی۔

"اچھا تو یہاں پہ رنگ رلیاں منائی جا رہی ہیں؟" ناظم کا انداز اتنا بے ہودہ تھا کہ ہادی کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔

"ماں' بھائی کو گھر سے بھیج کر پیچھے سے اپنے عاشق کو بلا لیا ہے۔" اس الزام پر وہ دونوں تڑپ اٹھے تھے۔ زینب تو رو پڑی تھی' جبکہ ہادی بول اٹھا تھا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو؟"

"شکر کرو' ابھی بکواس کر رہا ہوں' ورنہ ہاتھوں کی زبان استعمال کی تو یہاں تمہاری لاش ہی نظر آئے گی۔"

ہادی طیش کے عالم میں آگے بڑھا تھا۔ لیکن زینب نے تیزی سے اس کا بازو تھام کر اسے روکا تھا۔ ہادی نے ان ہی طیش بھری نظروں سے اسے دیکھا تھا جو روتے ہوئے اسے منع کر رہی تھی۔ ہادی نے دوبارہ ان چاروں کی طرف دیکھا اور تب ہی اس کی نظریں کھلے گیٹ سے نظر آتے چہروں پر پڑیں۔ آواز سن کر باہر لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہو گیا تھا۔ بالکل اچانک اسے حالات کی سنگینی کا احساس ہوا تھا۔

"تمہیں تو میں کافی عرصے سے نوٹ کر رہا ہوں' جب بھی زینب سے ملو' تم اس کے آس پاس پائے جاتے ہو۔ چکر تو اب سمجھ میں آیا ہے۔"

وہ مکروہ انداز میں ان دونوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔ وہ دونوں تو جیسے اپنی اپنی جگہ پر بالکل منجمد ہو کر رہ گئے تھے۔ تب ہی ہجوم میں ہلچل ہوئی اور پھر جو چہرے نظر آئے انہوں نے ان دونوں کے ساکت وجود میں جان ڈال دی تھی۔ ثمینہ' حمیرا اور سمیر ایک ساتھ اندر داخل ہوئے تھے۔ ان تینوں کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

"آیئے چچی جان! آپ کا ہی انتظار تھا۔ آپ جو ہر وقت عزت کی دہائی دیتی ہیں' یہ دیکھیں اپنی بیٹی کو' آپ کے پیچھے آپ کی عزت کا جنازہ نکال رہی تھی۔ میں نے ان دونوں کو رنگے ہاتھوں پکڑا ہے' توبہ توبہ!" اس نے کانوں کو ہاتھ لگائے تھے۔

"اتنا بڑا بہتان!" زینب منہ کھولے آنکھیں پھاڑے ناظم کو دیکھنے لگی۔ اسے اپنی ٹانگیں بے جان ہوتی محسوس ہوئیں۔ اگلے پل وہ بے دم ہو کر زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔ جبکہ ہادی چیل کی طرح اس پر جھپٹا تھا۔ ناظم اس حملے کے لیے تیار نہیں تھا۔ اس لیے ہادی کے مکے پر وہ منہ تھام کر زمین پر بیٹھ گیا جبکہ اس کے تینوں ساتھیوں نے آگے بڑھ کر ہادی کو دبوچ لیا تھا۔ حمیرا اور ثمینہ کے منہ سے چیخ نکلی تھی اور وہ دونوں ہادی کی طرف بڑھی تھیں۔ محلے کے لوگ جو باہر لطف اندوز ہو رہے تھے وہ بھی اندر آگئے۔ محلے کے لوگوں نے ان تینوں کو قابو پا لیا تھا۔ حمیرا اور ثمینہ نے بھی ہادی کو مضبوطی سے تھام لیا تھا۔ سمیر جو پریشانی سے سب دیکھ رہا تھا۔ اس نے زینب کی طرف دیکھا جو زمین پر سکڑی سمٹی ہوئی تھی۔ وہ بھاگ کر اس کی طرف گیا اور اسے بازو کے حلقے میں لے لیا۔

"تم نکل جاؤ میرے گھر سے اسی وقت۔ شرم آنی چاہیے تمہیں میری بیٹی پر ایسا الزام لگاتے ہوئے۔" حمیرا نے غصے سے ناظم نے دیکھا جو ہونٹوں سے نکلنے والے خون کو صاف کر رہا تھا۔

"شرم بھی مجھے آنی چاہیے' پوچھو اپنی بیٹی سے' یہ یہاں کیا کر رہا تھا' وہ بھی بند دروازے کے پیچھے' اکیلے گھر میں۔"

زینب نے زور سے آنکھیں بند کرلی تھیں۔ اس وقت شدت سے ایک خواہش نے دل میں جنم لیا تھا کہ بس اسی لمحے اس کی آنکھیں' کان' دل سب کام کرنا بند کردیں۔ لیکن وہ زندہ تھی۔ سب دیکھ اور سن رہی تھی۔

"اسی لیے چچی تم زینب کی شادی مجھ سے نہیں کر رہی تھیں۔"

"تم نکل جاؤ میرے گھر سے۔" حمیرا کا ضبط جواب دے گیا تھا۔

"میں جواب لیے بغیر نہیں جاؤں گا۔" وہ زور سے بولا تھا اور حمیرا نے آگے بڑھ کر ایک تھپڑ اس کے منہ پر جڑ دیا تھا۔

"یہ ہے میرا جواب۔ میری بیٹی کیا ہے' میں بہت اچھی طرح سے جانتی ہوں اور یہ کیا ہے' وہ بھی میں بہت اچھی طرح جانتی ہوں۔" انہوں نے ہادی کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"مجھے تھپڑ مار کر تم نے اچھا نہیں کیا۔" وہ اپنے گال کو سہلاتے ہوئے بدتمیزی سے بولا۔ "تمہاری بیٹی کو اتنا بدنام کروں گا کہ کوئی اس کا ہاتھ تھامنے کو تیار نہیں ہوگا اور تم خود ناک رگڑتی ہمارے در پر آؤ گی۔"

"تم جاتے ہو کہ بلاؤں پولیس کو۔"

"ابھی تو میں جا رہا ہوں' لیکن پھر آؤں گا اور تمہیں تو میں دیکھ لوں گا۔"

جانے سے پہلے اس نے ہادی کو انگلی اٹھا کر دھمکی دی تھی۔ ثمینہ نے ہادی کو آگے بڑھتا دیکھ کر مضبوطی سے اس کا بازو تھاما تھا۔ وہ اپنے تینوں آدمیوں کے ساتھ باہر نکل گیا تھا اور لوگ بھی آہستہ آہستہ باہر نکل گئے تھے۔ وہ پانچوں بالکل خاموش تھے۔

"امی!" حمیرا جو ہادی اور ثمینہ کو دیکھ رہی تھیں۔ سمیر کی آواز پر چونک کر اسے دیکھنے لگیں۔ "باجی کو دیکھیں یہ بول نہیں رہیں۔"

وہ اس کا بازو ہلاتے ہوئے پریشانی سے بولا' ان تینوں

Scan & PDF FIAZ AHMED Friends Korner.com

نے ایک ساتھ بے سدھ پڑی زینب کو دیکھا۔ ثمینہ نے آگے بڑھ کر زینب کی نبض دیکھی تھی۔

"میرا خیال ہے بے ہوش ہو گئی ہے۔" ثمینہ نے کہتے ہوئے بغور اس کے بازو کے زخموں کو دیکھا اور پھر ہادی کو جو زینب کو ہی دیکھ رہا تھا۔ ثمینہ کے دیکھنے پر اس نے ایک نظر انہیں دیکھا اور مزید کوئی بات کیے بغیر باہر نکل گیا۔

☆ ☆ ☆

وہ سب اتنے خاموش اور پریشان تھے جیسے وہ واقعہ زینب کے بجائے ان کے ساتھ رونما ہوا ہو۔

"کچھ لوگ اتنے گھٹیا ہوتے ہیں کہ ذلالت کی حد تک گر جاتے ہیں۔" پوری بات سن کر حشمت صاحب نے افسوس سے کہا تھا۔

"ویسے ہادی! تمہیں زینب کے گھر نہیں جانا چاہیے تھا۔" وہ جو خاموشی سے سب سن رہا تھا، چونک کر ثمینہ کو دیکھنے لگا۔

"کیوں؟" وجہ اس نے پوچھی تھی، لیکن یہ ہی کیوں سب کے چہروں پر تھا۔

"تم نے دیکھا نہیں تم اس نے کیسے تمہیں بھی لپیٹ میں لے لیا اور خدانخواستہ وہ تمہیں کوئی نقصان پہنچا دیتے تو... جس قسم کے وہ آوارہ تھے ان کے پاس گن وغیرہ بھی ہو سکتی تھی۔"

"مجھے کوئی شوق نہیں پرائی لڑائی میں ٹانگ اڑانے کا، جس طرح وہ اچانک پریشان حال میرے سامنے آئی تھی میری جگہ کوئی بھی ہوتا تو وہ ہی کرتا جو میں نے کیا۔ اس نے کہا گھر میں کوئی آ گیا ہے۔ میں سمجھا کوئی چور وغیرہ ہو گا، اب مجھے کیا پتا تھا۔" وہ قدرے بے زاری سے بولا تھا۔

"پھر بھی تمہیں اکیلے اس کے ساتھ گھر نہیں جانا چاہیے تھا۔ ہمارے آنے تک اسے یہیں روک لیتے۔"

"کیسی باتیں کر رہی ہیں امی! میں اس وقت گھر پر اکیلا تھا۔ میرے دوست بھی آنے والے تھے اور اس کے اپنے گھر میں اتنا ہنگامہ ہو گیا ہے۔ یہاں ہمارے گھر میں میرے ساتھ اسے کوئی دیکھ لیتا تو؟"

اس کی پیشانی پر شکنیں نمایاں ہونے لگی تھیں۔

"زینب تو بچپن سے ہی بے وقوف رہی ہے، اب بھلا ایسی بات تھی تو پولیس کو فون کر دیتی، لے کر ہمیں پھنسا دیا۔"

عمارہ نے افسوس سے ماں کو دیکھا۔

"پولیس کو بلا لیتی اور تماشا لگا لیتی۔ کیسی باتیں کر رہی ہو ثمینہ؟" حشمت صاحب کو بھی اب کے برا لگا تھا۔

"زینب بھی ہمارے لیے عمارہ کی طرح ہے، ایک تو وہ مشکل میں ہے اور تم ایسی باتیں کر رہی ہو۔" وہ غصے میں کہہ کر کھڑے ہو گئے، جبکہ ثمینہ منہ ہی منہ میں بڑبڑا کر رہ گئیں۔

☆ ☆ ☆

"کس کا فون تھا؟" ثمینہ کو اندر داخل ہوتا دیکھ کر حشمت صاحب نے پوچھا۔

"وہ رشتہ کروانے والی کا۔" وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئیں۔

"اس نے ایسا کیا کہہ دیا کہ آپ کا منہ ہی لٹک گیا ہے۔" حشمت صاحب کے کہنے پر ہادی نے بھی مسکرا کر ماں کا چہرہ دیکھا۔

"وہ لوگ جو اس دن زینب کو پسند کر گئے تھے۔ انہوں نے انکار کر دیا ہے۔" کھانا کھاتے سب کے ہاتھ رک گئے تھے۔

"ایک تو ان کے بیٹے کو دھمکی والے فون آ رہے ہیں۔ دوسرا وہ کہتے ہیں لڑکی کا کردار ٹھیک نہیں۔"

"تم نے انہیں بتایا نہیں کیا ہوا تھا۔"

"میں نے بتایا تھا سب کچھ، لیکن وہ کہہ رہی ہے وہ لوگ نہیں مان رہے۔" وہ کہہ کر پلیٹ پر جھک گئیں۔ باقی سب بھی خاموشی سے کھانا کھانے لگے تھے۔

☆ ☆ ☆

"عمارہ!" اس نے چونک کر پیچھے دیکھا جہاں ہادی

کھڑا تھا۔ "یہاں کیوں بیٹھی ہو؟"

"ایسے ہی۔" وہ دوبارہ سیدھی ہو بیٹھی تو ہادی اس کے قریب آ کر بیٹھ گیا تھا۔

"کوئی پریشانی ہے؟" وہ اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

"میں زینب کی وجہ سے پریشان ہوں۔"

"کیوں؟ اس کے کزن نے دوبارہ کوئی حرکت کی ہے؟" ہادی نے چونک کر پوچھا تھا۔

"نہیں۔ ابھی تک تو اس نے کچھ نہیں کیا، لیکن اس سے کچھ بھی امید کی جا سکتی ہے۔ آنٹی بھی بہت پریشان ہیں اور کل انہوں نے پاپا سے بھی بات کی تھی۔ وہ ان کا گھر بکوا دیں۔" ہادی نے اب کی بار کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ عمارہ نے گردن گھما کر اس کا چہرہ دیکھا، وہ سامنے دیکھ رہا تھا۔

"بھائی! آپ سے ایک بات پوچھوں؟"

"ہوں۔" وہ اب بھی سیدھا دیکھ رہا تھا۔

"آپ ارم کو کتنا پسند کرتے ہیں؟" ہادی کی نظریں بے ساختہ اس کی طرف گھومی تھیں۔

"یہ کیسا سوال ہے؟"

"آپ پلیز بتائیں نا!" عمارہ ضدی لہجے میں بولی تو وہ جھنجلا کر رہ گیا۔

"میں نہیں جانتا۔"

"اگر آپ کی شادی ارم سے نہ ہو تو...؟"

"تو کیا ہو گا؟" وہ الٹا اس سے سوال کرنے لگا۔

"آپ کو دکھ نہیں ہو گا؟"

"دکھ کیوں ہو گا، میری کون سی اس سے بڑی اٹیچمنٹ ہے۔ میں نے صرف اس کی تصویر دیکھی ہے اور نام سنا ہے، بس۔"

"آپ میری ایک بات مانیں گے۔" ہادی نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

بولو عمارہ کچھ دیر اس کا مسکراتا چہرہ دیکھتی رہی۔

"آپ زینب سے شادی کر لیں۔" اس نے ہادی کی مسکراہٹ سکڑتے دیکھی تو ایک پل کے لیے اس کی دھڑکن بھی سست پڑ گئی تھی۔

"میں جانتی ہوں۔ آپ کو زینب پسند نہیں، لیکن بھائی! وہ بہت اچھی ہے۔ آپ نے کبھی اسے غور سے نہیں دیکھا نا، اس لیے آپ کو پتا نہیں، وہ بہت خوب صورت ہے۔"

"عمارہ پلیز۔" ہادی اٹھنے لگا تھا جب عمارہ اس کا ہاتھ تھام کر کھڑی ہو گئی۔

"بھائی! یہ اس کی زندگی کا سوال ہے۔ آپ بچپن سے اسے جانتے ہیں۔ آپ کو پتا ہے وہ کیریکٹر لیس نہیں۔ لوگ اسے اس وجہ سے ریجیکٹ کر دیں کہ وہ کیریکٹر لیس ہے تو یہ غلط ہو گا اور آپ کو پتا ہے اس کے نام کے ساتھ آپ کا نام بھی لیا جانے لگا ہے۔"

ہادی نے کچھ چونک کر اسے دیکھا۔

"بے قصور ہوتے ہوئے بھی آپ قصوروار کی فہرست میں شامل ہیں۔ میں یہ اس لیے نہیں کہہ رہی کہ وہ میری دوست ہے، بلکہ اس لیے کہ مجھے یقین ہے، آپ اس کے ساتھ بہت خوش رہیں گے۔" اپنی بات ختم کر کے وہ رکی نہیں تھی، جبکہ ہادی ابھی تک وہیں کھڑا تھا۔

☆ ☆ ☆

سڑک کے اس پار کھڑے دو لوگوں پر اسے اپنوں کا گمان ہوا تھا۔ اس نے بے اختیار گاڑی کا رخ ان کی طرف کیا تھا۔ اس نے گاڑی بالکل ان کے قریب روکی تھی اور وہ دونوں گھبرا کر دو قدم پیچھے ہٹی تھیں۔

"السلام علیکم آنٹی!" گاڑی میں بیٹھے ہادی کو دیکھ کر حمیرا نے گہرا سانس لیا تھا۔

"آپ یہاں آنٹی!" اس کا اشارہ پیچھے نظر آتے کلینک کی طرف تھا۔

"ہاں۔ زینب کا بخار نہیں اتر رہا تھا۔ اسی کی دوائی لینے آئی تھی۔" ان کے جواب پر اس کی نظریں بالکل غیر ارادی انداز میں اس کی طرف اٹھی تھیں۔ وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ اس کے دیکھنے پر اس نے نظریں جھکا لی تھیں۔

"آیئے آنٹی! آپ کو ڈراپ کر دیتا ہوں۔"

"نہیں بیٹا! ہم چلے جائیں گے۔" ہادی گاڑی سے

Scan & PDF FIAZ AHMED FriendsKorner.com

باہر آگیا اور گاڑی کا پچھلا دروازہ بھی کھول دیا۔

"میں بھی گھر جارہا ہوں۔" وہ دروازہ کھولے ان کا منتظر تھا۔ اس نے ان کے لیے انکار کی گنجائش ہی نہیں چھوڑی تھی۔

"میں یہ دوائیاں لے آؤں۔"

"یہ مجھے دیں' آپ بیٹھیں۔" اس نے پرچی ان کے ہاتھ سے لے لی تھی۔ وہ دوائیوں کا انتظار کررہا تھا۔ میڈیکل اسٹور سے باہر سڑک کا منظر بالکل صاف تھا' اپنی گاڑی پر اس نے بالکل سرسری نظر ڈالی تھی اور اسی دوران ایک گاڑی نے پورے زور سے اس کی کار کو ہٹ کیا تھا۔ حیرت کے مارے پہلے تو وہ ہل ہی نہیں سکا۔ لیکن اگلے ہی پل دوسری گاڑی سے بڑی تیزی سے دو آدمی نکلے تھے' جن کے ہاتھ میں بیٹ تھے اور اس کے دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے گاڑی پچھلے شیشے توڑ ڈالے' جہاں زینب اور حمیرا بیٹھے تھے۔ وہ ایک پل ضائع کیے بغیر گاڑی کی طرف بھاگا تھا۔ لوگوں کا ہجوم تیزی سے جمع ہوا تھا۔ اس لیے اس کے پہنچنے تک وہ لوگ بھاگ گئے تھے۔ اس نے سب سے پہلے گاڑی کے اندر جھانک کر ان دونوں کے خیریت سے ہونے کی تصدیق کی تھی۔ زینب سہمی ہوئی حمیرا کے پہلو سے لگی تھی۔

"آپ لوگ' پلیز ہٹیں۔" اس نے لوگوں کو وہاں سے ہٹانا شروع کیا تھا۔

"آنٹی! آپ ٹھیک ہیں؟" ہادی نے کھڑکی میں جھک کر پوچھا تھا۔ انہوں نے بڑی مشکل سے سر ہلایا تھا۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ ابھی وہ کچھ دور تک گیا تھا' جب حمیرا نے اسے گاڑی روکنے کو کہا تھا۔

اس نے گاڑی روک کر حیرت سے پیچھے دیکھا۔

"بیٹا! میں آپ سے معذرت چاہتی ہوں۔ میں تم سے جو کہنے جارہی ہوں' میں اس کے لیے شرمندہ ہوں' لیکن اسی میں بہتری ہے۔ آج جو ہوا مجھے یا آپ کو اندازہ لگانے کی بھی ضرورت نہیں کہ یہ کس نے کیا۔ یقیناً" یہ کام ناظم کا ہے۔ اس کی دشمنی ہمارے ساتھ ہے۔ میں نہیں چاہتی' ہماری وجہ سے آپ کو کچھ ہو' اگر آج آپ کو کچھ ہو جاتا تو میں آپ کے امی' پاپا کو کیا جواب دیتی۔ پہلے ہی ان کے ہم پر بہت احسان ہیں۔"

"لیکن آنٹی..." وہ پریشانی سے بولا تو انہوں نے ہاتھ اٹھا کر اسے مزید بولنے سے روک دیا۔

"میں ٹھیک کہہ رہی ہوں بیٹا! مجھے آپ کی نیت پر کوئی شک نہیں۔ مجھے جتنا یقین زینب پر ہے' اتنا ہی آپ پر ہے' لیکن بہت بدنامی ہو چکی ہے۔ لوگ آپ کو اور زینب کو ایک ساتھ دیکھیں گے تو انہیں اور بات کرنے کا موقع ملے گا۔ میں انہیں مزید کوئی موقع نہیں دینا چاہتی' آپ ہمیں یہیں اتار دیں۔" کہتے کے ساتھ ہی حمیرا اپنی طرف کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گئیں۔

ہادی کی نظریں زینب کی طرف اٹھی تھیں' اس کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔ جبکہ آنکھیں آنسوؤں سے لبالب بھری تھیں۔ وہ بھی اپنی طرف کا دروازہ کھول کر اتر گئی تھی۔

ہادی نے گہرا سانس لیا اور باہر نکل آیا۔ اس نے پہلے رکشا روکا' اسے ایڈریس سمجھایا اور دوبارہ ان کی طرف پلٹا۔

"میں نے رکشے والے کو ایڈریس سمجھا دیا ہے۔"

حمیرا نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تو آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی تھیں اور ان کا ہاتھ اس کے کندھے پر ٹک گیا تھا۔

"میری بات کا برا مت ماننا بیٹا! میں مجبور ہوں۔ دنیا خلوص کو نہیں سمجھتی' رشتے کی سند مانگتی ہے۔ وہ میں انہیں نہیں دے سکتی۔"

اس کے کندھے پر ان کے ہاتھ کا دباؤ ایک پل کے لیے بڑھا تھا اور پھر وہ رکشا کی طرف بڑھ گئیں۔ اس نے زینب کو اپنے قریب رکتے دیکھا تھا' لیکن اس نے اس کا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔ رکشا اسٹارٹ ہوا اور پھر چلا بھی گیا اور وہ کتنی دیر تک چلتی ہوئی ٹریفک کو دیکھتا رہا۔

☆ ☆ ☆

"لو ہادی بھی آگیا۔" اسے دیکھ کر حشمت صاحب

مسکرائے تو وہ سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھنے لگا اور پھر عالیہ اور ثمینہ کو دیکھا جو معمول سے ہٹ کر تیار تھیں۔

"آپ لوگ کہیں جارہے ہیں؟"

"تمہارے ہونے والے سسرال جارہے ہیں۔" عالیہ نے شرارت سے اسے دیکھا تو وہ ثمینہ کو دیکھنے لگا۔

"ہم ارم کی طرف جارہے ہیں' تمہارا کیا خیال ہے بات پکی کر آئیں؟"

"آپ کو وہاں جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔" وہ کھڑا ہو گیا تھا' عمارہ جو اکتائے ہوئے انداز میں ٹی وی دیکھ رہی تھی۔ سب کے ساتھ وہ بھی چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"کیوں؟" ثمینہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیونکہ مجھے وہاں شادی نہیں کرنی۔" کہہ کر وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔ وہ سب ٹکر ٹکر ایک دوسرے کی صورت دیکھنے لگے تھے۔ وہ جب باہر آیا تو خود کو ہر طرح کے سوالوں کے لیے تیار کر چکا تھا۔ لہٰذا آکر بڑے مطمئن انداز میں صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔

"تمہارے اس فیصلے کی وجہ پوچھ سکتی ہوں؟" ثمینہ کو اچھا خاصا برا لگا تھا۔

"ہم تم سے پوچھ کر گئے تھے نا؟" عالیہ نے جیسے اسے یاد کروایا تھا۔

"ہاں تو کیا مصیبت ہو گئی' کون سا منگنی یا نکاح ہو گیا تھا۔" وہ جھنجلا کر بولا۔

اچانک اس فیصلے کو بدلنے کی وجہ؟ کیا کوئی اور لڑکی ہے؟" عالیہ کے پوچھنے پر اس نے باری باری سب کا چہرہ دیکھا۔ اسے پتا تھا اب جو وہ کہنے والا ہے وہ سب کے لیے دھماکے سے کم نہیں ہو گا۔

"میں زینب سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

"زینب!" انہوں نے حیرت سے زینب کا نام دہرایا تھا۔ "زینب کہاں سے آگئی بیچ میں؟"

"آپ نے پوچھا' میں نے بتا دیا' بات ختم۔" وہ کھڑا ہو گیا تھا۔

"بات ختم نہیں ہوئی ہادی!" وہ ایک دم اس کے سامنے آگئی تھیں۔ "اس کا مطلب ہے جو لوگ کہہ رہے ہیں وہ سچ ہے۔"

"کیا کہہ رہے ہیں لوگ؟" وہ ان کی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھنے لگا۔

"اس دن اس کا کزن جو تم پر اور اس پر الزام لگا کر گیا ہے۔"

"آپ مجھ پر شک کررہی ہیں؟" اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔

"میں شک نہیں کررہی' لیکن زینب کا نام لے کر تم لوگوں کے شک کو یقین میں بدل رہے ہو۔"

"مجھے فرق نہیں پڑتا۔ لوگ کیا سوچتے ہیں' میرے لیے اہم یہ ہے کہ میں کیا سوچ رہا ہوں۔"

وہ کہہ کر رکا نہیں تھا۔ ثمینہ پیچھے سے چیختی رہ گئی تھیں۔

"ثمینہ!" کب سے خاموشی سے ماں' بیٹے کو دیکھتے حشمت صاحب بول اٹھے تھے۔

"آپ دیکھ رہے ہیں۔" انہوں نے بڑی بے بسی سے شوہر کو دیکھا۔

"ہاں دیکھا بھی اور سنا بھی۔ تم خود کو کمپوز کرو' میں ہادی سے بات کرتا ہوں۔ عمارہ! ماں کو پانی پلاؤ۔" عمارہ تیزی سے کچن کی طرف بڑھی۔ اس سے گلاس لیتے ہوئے جس طرح ثمینہ نے اسے دیکھا تھا وہ نظریں چرا گئی تھی۔

"ہادی کو یہ پٹی تم نے پڑھائی ہے؟" ان کا لہجہ بہت سخت تھا۔

"میں نے بھائی سے ایسی کوئی بات نہیں کی اور آپ جانتی ہیں' وہ اپنی مرضی کے مالک ہیں۔" دل میں وہ بے حد خوش تھی' لیکن بظاہر وہ لاپروائی سے کندھے اچکا کر دوبارہ ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"امی! آپ یوں غصہ کیوں کررہی ہیں۔ ہادی نے ایسا غلط کیا کہہ دیا۔ زینب بہت اچھی ہے۔ میں تو یہ سوچ رہی ہوں یہ خیال ہمیں کیوں نہیں آیا۔"

عالیہ نے عمارہ کو دیکھ کر کہا تو وہ جوش میں آکر کچھ

Scan & PDF IJAZ AHMED Friends Korner.com

بولنے لگی تھی۔ لیکن ماں کے جارحانہ تیور دیکھ کر خاموش رہ گئی۔

"تم لوگوں کا دماغ چل گیا ہے۔"

"امی! کیا آپ کو بھی لگتا ہے زینب میں خرابی ہے؟"

"ایسا نہیں ہے۔" وہ جھنجلا کر بولیں۔

"تو پھر کیا لوگوں کا سوچ رہی ہیں؟"

"تو کیا نہیں سوچنا چاہیے؟" وہ الٹا اس سے سوال کرنے لگیں۔

"نہیں سوچنا چاہیے۔ ہادی نے خود زینب کا نام لیا ہے تو اس کا مطلب ہے اس میں اس کی خوشی ہے اور ہم نے اپنے بھائی کی خوشی دیکھنی ہے۔ محلے والوں کی نہیں۔" عالیہ کے دوٹوک انداز پر عمارہ اسے دل میں داد دیے بغیر نہ رہ سکی۔

"مجھے تو اس رشتے میں خوشی سے زیادہ مجبوری نظر آرہی ہے۔"

"کیسی مجبوری؟" عالیہ کے پوچھنے پر انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا' بس اٹھ کر چلی گئی تھیں۔

"تمہیں بھی کوئی اعتراض ہے؟" اس کی خاموشی پر عالیہ کو پوچھنا پڑا تھا۔

"میں تو سب سے زیادہ خوش ہوں۔" عمارہ کہتے کے ساتھ ہی بھرپور انداز میں مسکرائی تھی۔

☼ ☼ ☼

وہ آفس کے لیے تیار ہو رہا تھا' جب حشمت صاحب اندر داخل ہوئے تھے۔ وہ نارمل انداز میں شیشے کے آگے کھڑے ہو کر ٹائی باندھنے لگا' جانتا تھا وہ کیا بات کرنے آئے ہیں۔

"کل تم نے جو بات کی تھی کیا تم سیریس ہو؟" ہادی نے شیشے میں نظر آتے ان کے عکس کو دیکھا اور پھر پوری طرح ان کی طرف گھوم گیا۔

"پاپا! آپ کو کیا لگتا ہے میری زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ ہے اور میں مذاق کروں گا۔"

"لیکن اچانک اس فیصلے کی وجہ؟"

ہادی نے گہرا سانس لیا۔ "پاپا! میں خود نہیں جانتا اور میں سمجھتا ہوں میری اس بات سے سب کو شاک لگا ہے' لیکن میں نے بہت سوچ سمجھ کر یہ بات کی ہے۔ انجانے میں ہی سہی' لیکن زینب پر جو الزام لگایا گیا ہے اس میں میرا نام شامل ہے اور میں نہیں چاہتا ایک نیک لڑکی میری وجہ سے بدنام ہو۔"

"زینب کی مدد کرنے کا یہ آخری طریقہ تو نہیں۔"

"شاید ایسا ہی ہے' آپ کے نزدیک کوئی دوسرا حل ہو تو آپ بتا دیں۔" وہ سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھنے لگا تو وہ مسکرا دیے۔

"اسے میں ہمدردی سمجھوں یا ترس؟"

"استغفر اللہ!" وہ بے ساختہ بولا تھا۔

"ترس کھانے کی کوئی وجہ بتا دیں؟"

"چلو مان لیا ترس کھانے والی کوئی وجہ نہیں' لیکن تمہاری اس سے چڑ سے بھی سب واقف ہیں۔ اتنی ناپسندیدگی کے باوجود شادی... نہیں کوئی اور بات تو نہیں؟" ان کا لہجہ اچانک شوخ ہو گیا تھا تو وہ جھکے سر کے ساتھ مسکرا دیا۔

"میں خود بھی نہیں جانتا پاپا!" وہ بہت دھیمی آواز میں بولا تھا' پھر ان کی طرف متوجہ ہوا۔

"اس بات کو چھوڑیں۔ آپ امی کو سمجھائیں۔"

"ٹھیک ہے جیسی تمہاری مرضی۔" جانے سے پہلے وہ اس کے قریب آئے تھے۔

"آئی ایم پراؤڈ آف یو۔" ان کے کہنے پر وہ کھل کر مسکرایا تھا۔

☼ ☼ ☼

حشمت صاحب' ثمینہ' عالیہ اور عمارہ کا ایک ساتھ ان کے گھر آنا اس کے لیے حیران کن تھا۔ لیکن اس سے بھی زیادہ حیران کن بات وہ تھی جس کے لیے وہ آئے تھے۔

پہلی بات جو اس کے ذہن میں آئی تھی وہ یہ تھی کہ کیا معجزے آج کی دنیا میں بھی ہوتے ہیں۔ حمیرا کو جس قدر خوشی ہوئی تھی' وہ ان کے چہرے سے ظاہر

ہو رہی تھی۔ لیکن انہوں نے سوچنے کے لیے وقت مانگا تھا۔ اصولاً تو اسے بہت خوش ہونا چاہیے تھا۔ لیکن وہ پریشان ہو گئی تھی۔ اس پرپوزل کے پیچھے محبت کہیں بھی نہیں تھی۔ یہ وہ جانتی تھی۔ ہادی نے اس پر ترس کھایا' اس کی ساری خوشی جیسے اس خیال کے پیچھے زائل ہو کر رہ گئی۔ وہ جب کمرے سے باہر نکلی تو حمیرا فون کا ریسیور تھامے بالکل ساکت کھڑی تھیں۔ ان کے چہرے کے تاثرات ایسے تھے کہ وہ پریشان ہو کر ان کے قریب آئی تھی۔

"امی!" اس کے پکارنے پر انہوں نے چونک کر اسے دیکھا اور ریسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا۔

"کیا ہوا؟" وہ پریشانی سے ان کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"ناظم کو کسی نے گولی مار دی۔" حیرت کے مارے اس کا منہ ایک پل کے لیے کھلا تھا' پھر اس نے سختی سے ہونٹ بھینچ لیے۔ کسی کی موت پر خوش ہونا بہت بری بات ہے۔ لیکن اس کے دل کو یک گونہ سکون ملا تھا' ایسے لگا جیسے اسے بہت بڑے عذاب سے نجات ملی ہو۔

"لیکن کیسے؟" وہ صرف اتنی ہی پوچھ پائی تھی۔

"اچھا تو وہ تھا ہی نہیں' کئی لوگوں کا جینا حرام کر رکھا تھا۔ مظلوم کو تنگ کرو تو سزا تو ملتی ہے نا!" انہوں نے اسے دیکھا۔

"تمہارے تایا بہت رو رہے تھے اور معافی بھی مانگ رہے تھے۔" وہ سر جھکائے اپنے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے بولیں۔

"شام کو جنازہ ہے۔" "آپ جائیں گی؟"

"ہاں' اللہ تعالیٰ معاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔" ان کے کہنے پر وہ سر ہلا کر رہ گئی۔

☼ ☼ ☼

حمیرا اور سمیر' تایا جی کی طرف گئے تھے۔ جاتے ہوئے وہ اسے عمارہ کو بلانے کی تاکید کر گئی تھیں۔ فون کے پاس کھڑی ہو کر وہ کافی دیر سوچتی رہی۔ آٹھ بج چکے تھے۔ ہادی اس وقت گھر میں ہی ہوتا تھا۔ ضروری تو نہیں وہ ہی فون اٹھائے اس نے خود کو تسلی دی نمبر ڈائل کرتے ہوئے اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اور ہر بیل کے ساتھ اس کی گھبراہٹ میں بھی اضافہ ہو رہا تھا۔

"ہیلو۔" ہادی کی آواز اسپیکر سے ابھری تو بڑے بے ساختہ انداز میں اس نے ریسیور کریڈل پر رکھا تھا اور تھوک نگل کر فون کو دیکھا۔

"حد ہوتی ہے زینب! وہ ملک الموت تو ہے نہیں کہ تو فون میں سے نکل کر تمہاری جان نکال لیں۔" اس نے خود کو تسلی دے کر دوبارہ ری ڈائل کیا تھا۔

اب کی بار پہلی بیل پر ہی فون اٹھالیا گیا تھا۔ اس نے ہیلو نہیں کہا تھا تو دوسری طرف بھی مکمل خاموشی تھی۔ ایک پل کے لیے وہ کنفیوز ہو کر رہ گئی۔

"ہیلو۔" وہ مری مری آواز میں بولی۔

"فرمائیے۔" اتنا احترام؟ وہ بے ہوش ہوتے ہوتے بچی تھی۔

"عمارہ!"

"جی نہیں' میں ہادی بات کر رہا ہوں۔"

"عمارہ سے بات کرنی ہے۔"

"کیوں؟"

زینب نے فون کان سے ہٹا کر آنکھوں کے سامنے کیا اور پھر دوبارہ کان سے لگا کر عمارہ کے نام کی دہائی دی۔

"عمارہ! تمہاری دوست کا فون ہے۔" اس کی اونچی آواز اسے فون سے صاف سنائی دی تھی۔

"کون ہے بھائی؟" وہ شاید روٹیاں پکا رہی تھی اسی طرح بھرے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ کچن سے برآمد ہوئی۔

"کتنی دوستیں ہیں تمہاری؟" ہادی نے الٹا اس سے سوال کیا تھا تو وہ چلتی ہوئی فون کے قریب آگئی۔ ہادی نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور پھر اسپیکر کا بٹن آن کر کے اسے بات کرنے کو کہا۔

"ہیلو عمارہ!"

Scan & PDF FIAZ AHMED FriendsKorner.com

"ہاں زینب! بولو۔" عمارہ نے مسکرا کر ہادی کو دیکھا۔

"تم اس وقت گھر آسکتی ہو۔" ہادی اور عمارہ دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔

"خیریت؟" "ہاں وہ امی اور سمیر گھر پر نہیں۔ امی نے کہا تمہیں بلا لوں۔"

"اچھا آتی ہوں لیکن آنٹی اتنی رات کو کہاں گئی ہیں؟"

"وہ...؟" وہ ایک پل کے لیے رکی تھی۔" وہ ناظم بھائی کی ڈیتھ ہو گئی۔"

"کیا؟" عمارہ حیرت سے چیخی تھی۔ "کیسے؟"

"گولی لگی تھی۔"

عمارہ نے گہرا سانس لیا۔ "اچھا میں آتی ہوں۔" ہادی نے بٹن آف کر دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

وہ ہاتھ دھو کر جب واپس آئی تو ہادی گیٹ کے پاس کھڑا تھا۔

"چلو تمہیں چھوڑ آؤں۔" اس کے کہنے پر عمارہ ہنس پڑی تھی۔

"اس میں ہنسنے والی کیا بات ہے۔؟" ہادی نے گھور کر اسے دیکھا۔

"میں آج پہلی بار تو زینب کے گھر نہیں جا رہی اور یہ ایک گھر چھوڑ کر اس کا گھر ہے۔"

"رات کا وقت ہے۔" ہادی نے لاپروائی سے جواب دیا۔

بیل ساتھ ہی گیٹ کھل گیا جس تیزی سے گیٹ کھلا تھا ہادی کو دیکھ کر وہ اتنی تیزی سے پیچھے ہٹی تھی۔ اس کے یوں پیچھے ہٹنے پر ہادی اور عمارہ دونوں مسکرائے تھے۔ ہادی واپس مڑ گیا تھا جبکہ عمارہ اندر آگئی تھی۔

"تم ایسے کیوں شرما رہی ہو۔ بھائی سے ابھی سے پردہ شروع کر دیا۔" عمارہ کے شرارتی انداز پر وہ جھینپ کر مسکرا دی تھی۔

ٹی وی دیکھتے ہوئے عمارہ اس سے باتیں کرتی رہی۔ زینب انتظار ہی کرتی رہی کہ وہ ہادی کے بارے میں اس کے پرپوزل کے بارے میں کوئی بات کرے لیکن اس نے اس بارے میں کوئی بات نہیں کی تو اسے خود ہی پوچھنا پڑا۔

"ہادی بھائی نے میرے لیے پرپوزل کیوں بھیجا؟" اس اچانک سوال پر عمارہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگی۔

"کیا تم نے انہیں کچھ کہا تھا؟"

"میں نے انہیں کچھ نہیں کہا اور فرض کرو اگر کہا بھی ہوتا تو کیا صرف میرے کہنے سے وہ تم سے شادی کرنے کو تیار ہو جاتے؟"

"تو پھر وہ مجھ سے کیوں شادی کرنا چاہتے ہیں؟" اس کی آواز کے ساتھ چہرے سے بھی الجھن چھلکنے لگی تھی۔

"تمہیں کوئی اعتراض ہے؟" عمارہ کے کھوجتے لہجے پر اس نے چونک کر اسے دیکھا

"میری خوش قسمتی ہے کہ میری شادی ایک آئیڈیل انسان سے ہو رہی ہے۔ لیکن عمارہ! شادی میں محبت کا ہونا بہت ضروری ہے جبکہ یہ صرف کمپرومائز ہے۔ میں بچپن سے انہیں جانتی ہوں اور بڑی اچھی طرح جانتی ہوں انہیں میں پسند نہیں تھی۔ پھر اچانک اتنا بڑا فیصلہ...؟"

وہ کہہ کر خاموش ہو گئی تھی پھر کچھ دیر بعد خود ہی بول پڑی۔

"میں جانتی ہوں صرف مجھے بدنامی سے بچانے کے لیے، لیکن جس سے مجھے خطرہ تھا اب تو وہ بھی نہیں رہا۔ اگر وہ چاہیں تو اس کمپرومائز کو ختم کر سکتے ہیں۔ مجھے بالکل برا نہیں لگے گا۔"

"تمہارا پیغام پہنچا دوں گی لیکن مجھے ایک بات بتاؤ۔" عمارہ جو کب سے اس کی تقریر سن رہی تھی غصہ سے بولی "جہاں تک پسند ناپسند کی بات ہے تو تم بھی بھائی کو پسند نہیں کرتی تھیں۔ پھر تم نے کیوں کہا تھا کہ ہادی بھائی سے کہو، مجھ سے شادی کر لیں۔ وہ کمپرومائز

Scan & PDF EJAZ AHMED FriendsKorner.com

نہیں تھا؟"
زینب کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا تھا۔
"نہیں وہ میں نے کسی دباؤ میں نہیں بلکہ دل سے کہا تھا۔" عمارہ نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔
"مطلب؟"
"میں واقعی ان سے شادی کرنا چاہتی تھی۔" وہ سر جھکائے انگلیوں کو ایک دوسرے میں الجھائے دھیمی آواز میں بولی تھی۔ عمارہ نے بے ساختہ اپنے بال نوچ لیے تھے۔
"یا خدا! ہم لوگ بے وقوف تھے یا تم دونوں مل کر ہمیں بے وقوف بنا رہے ہو۔ سچ سچ بتاؤ کب سے یہ چکر چل رہا ہے؟" عمارہ دونوں ہاتھ کمر پر ٹکا کر اس کے سر پر کھڑی ہو گئی۔
"قسم لے لو کوئی چکر نہیں۔ یہ تو میری اپنی فیلنگز ہیں۔ ہادی بھائی کو تو پتا بھی نہیں۔"
"میں اب کسی کا اعتبار نہیں کر سکتی تم دونوں گھنے میسنے۔"
عمارہ غصے سے لیفٹ رائٹ کرنے لگی تھی۔
زینب نے بے چارگی سے اسے دیکھا۔ تب ہی باہر بیل ہوئی۔ زینب عمارہ کو ایک نظر دیکھ کر باہر نکل گئی۔ جہاں حمیرا اور سمیر کھڑے تھے۔ عمارہ کچھ دیر حمیرا سے باتیں کرتی رہی۔
"عمارہ! ہادی سے کہنا اس کے پاس ٹائم ہو تو مجھ سے ملے۔" حمیرا کے کہنے پر اس نے سر ہلا دیا۔
زینب سب کچھ کلیئر کرنا چاہتی تھی لیکن اسے مزید کچھ کہنے کا موقع دیے بغیر وہ چلی گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

"آپ کیا کر رہے ہیں؟" عمارہ کی آواز پر اس نے پلٹ کر دیکھا اور دوبارہ چولہے کی طرف مڑ گیا۔
"چائے بنا رہا ہوں۔"
"اس وقت رات کے بارہ بج رہے ہیں۔" عمارہ اس کے قریب آ کر کھڑی ہو گئی۔
"آفس کا کام کر رہا تھا اور تم کیوں ابھی تک جاگ رہی ہو؟"
"نیند نہیں آ رہی تھی۔" وہ اب فریج سے اپنے لیے جوس نکال رہی تھی۔
"بھائی آپ سے ایک بات پوچھوں؟" ساس پین کو ہلاتا اس کا ہاتھ ایک پل کے لیے رکا تھا اور وہ سنجیدہ نظروں سے عمارہ کو دیکھنے لگا۔
"آپ زینب سے شادی کیوں کرنا چاہتے ہیں؟" ہادی نے گہرا سانس لیا تھا۔
"مجھے پاگل کتے نے کاٹ لیا ہے اس لیے۔" وہ جل کر بولا تھا۔ اس کے انداز پر عمارہ کی ہنسی چھوٹ گئی۔

Scan & PDF
FIAZ AHMED
Friends Korner.com

"جس کو دیکھو یہی سوال کر رہا ہے۔ میں کیا دنیا سے نرالی شادی کر رہا ہوں۔" وہ اپنا مگ اٹھاتے ہوئے بولا۔
"بات شادی کی نہیں زینب سے شادی کی ہے۔"
"کیوں، زینب انسان نہیں یا میں انسان نہیں اور جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے تم نے ہی مجھے زینب سے شادی کا مشورہ دیا تھا۔"
وہ کپ کاؤنٹر پر رکھ کر اسے دیکھنے لگا۔
"جی مجھے یاد ہے۔ میں نے لقائمی ہوش و حواس میں آپ کو یہ مشورہ دیا تھا۔ لیکن یہ سوال آپ کی ہونے والی بیوی نے پوچھا ہے؟"
"کیا مطلب؟" وہ چونک کر اسے دیکھنے لگا۔
"اسے لگتا ہے آپ ترس کھا کر اس سے شادی کر رہے ہیں۔" ہادی کا جھنجلایا ہوا چہرہ ایک دم سنجیدہ ہو گیا تھا۔
"اور اس نے آپ کے لیے میسج بھی دیا ہے کہ جس شخص سے بچانے کے لیے آپ اس سے شادی کر رہے تھے وہ شخص اب اس دنیا میں نہیں رہا شادی کا رشتہ محبت کا رشتہ ہوتا ہے اور وہ تو آپ اس سے کرتے نہیں، اس لیے اگر آپ چاہیں تو یہ رشتہ ختم کر سکتے ہیں۔ اسے برا نہیں لگے گا۔"
عمارہ نے کہہ کر جوس کا گلاس ہونٹوں سے لگا لیا کیونکہ ہادی کا چہرہ ضرورت سے زیادہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔

اور اسے بہت زور کی ہنسی آ رہی تھی۔
"ساری دنیا کو اس رشتے کی خبر ہو گئی ہے۔ شادی کی شاپنگ ہو رہی ہے۔ اسے اب ہوش آیا ہے۔"
وہ جب بولا تو اس کا لہجہ میں غصہ تھا۔ عمارہ جوس کے سپ لیتے ہوئے اسے دیکھتی رہی۔ جس کی چائے ٹھنڈی ہو گئی تھی۔
"میری طرف سے اسے تم میسج دے دینا۔ میری فکر کرنے کی اسے ضرورت نہیں، ہاں اگر اسے یہ رشتہ بوجھ لگ رہا ہے تو وہ ختم کر سکتی ہے۔ مجھے برا نہیں لگے گا۔" کہہ کر وہ ایک بار پھر چائے گرم کرنے لگا۔
"اسے تو آپ کی فکر ہے ورنہ اسے کیوں بوجھ لگے گا وہ تو آپ سے محبت کرتی ہے۔"
اس کا جوس ختم ہو گیا تھا اور جو پیغام اس نے دینا تھا وہ بھی دے چکی تھی اس لیے باہر کی طرف بڑھ گئی۔ لیکن ہادی نے آگے بڑھ کر اس کا بازو تھام کر اس کا رخ اپنی طرف کیا۔
"کیا کہا تم نے؟"
"میں نے کچھ بھی تو نہیں۔" عمارہ ایک دم انجان بن گئی۔
"عمارہ! جلدی بولو ورنہ..." اسے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا وہ کیا کہے۔
"پہلے آپ وعدہ کریں آپ مجھے شادی پر گولڈ کی رنگ گفٹ کریں گے۔"
"نہ دیدی! لے لینا، اب بولو۔"
"بھائی! اب میری سمجھ میں آ رہا ہے آپ نے زینب سے شادی کے لیے ہاں کیوں کی۔" عمارہ نے شرارتی انداز میں ہادی کا چہرہ دیکھا تو ہادی کو اچانک اپنے بے اختیار رویے کا احساس ہوا۔ "آپ بھی زینب کو پسند کرتے ہیں۔"
اس کا انداز اتنا پُر یقین تھا کہ ہادی بھی حیران رہ گیا وہ ایک دم خاموش ہو کر کاؤنٹر کی طرف مڑ گیا۔
"بھائی! وہ نہیں جانتی کہ آپ بھی اسے پسند کرتے ہیں۔ اب یہ بات آپ نے اسے بتانی ہے۔ اور آنٹی نے کہا تھا۔ آپ کے پاس ٹائم ہو تو ان سے مل لیں۔"
وہ کہہ کر چلی گئی تھی جبکہ وہ کتنی دیر ابل ابل کر کالی ہوتی چائے کو دیکھتا رہا اور پھر مسکرا کر چولہا بند کر دیا۔

☼ ☼ ☼

صبح سے موسم بہت اچھا تھا اور شاید موسم کا ہی اثر تھا کہ اس کا اپنا موڈ بھی خوشگوار ہو گیا تھا۔ حمیرا بازار سے تھکی ہوئی آئی تھیں اور اب لیٹی ہوئی تھیں، وہ چھت پر آ گئی جہاں سمیر، شانی اور سدرہ کرکٹ کھیل رہے تھے۔ وہ مسکراتے ہوئے انہیں دیکھنے لگی۔
وہ تینوں اسے بھی کھیلنے کے لیے بلا رہے تھے لیکن اس نے انکار کر دیا۔ ڈور بیل کی آواز پر سمیر نے نیچے جھانکا اور ساتھ ہی 'ہادی بھائی' کا نعرہ لگا کر نیچے کی طرف بھاگا تھا۔ ہادی کے نام پر اس کی دھڑکن ایک دم تیز ہوئی تھی۔ اس کی اچانک آمد نے اسے پریشان کر دیا تھا۔
کل اس نے عمارہ کو جو پیغام دیا تھا۔ آمد اس پیغام کا جواب تو نہیں تھی؟ اس نے تھوک نگل کر دیوار سے ٹیک لگا لی۔ تب ہی سمیر دوبارہ تیزی سے اوپر آیا تھا۔
"خیریت ہے؟" اس نے کھوجتی نظروں سے سمیر کا چہرہ دیکھا۔
"وہ امی سے ملنے آئے ہیں۔" سمیر کہہ کر پھر شانی اور سدرہ کے ساتھ کھیلنے لگا جب وہ وہیں کھڑی رہی۔ نیچے جانے کی اس میں بالکل بھی ہمت نہیں تھی۔
"السلام علیکم آنٹی!" انہیں دیکھ کر وہ کھڑا ہو گیا تھا۔
"وعلیکم السلام جیتے رہو۔" انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے قریب بیٹھ گئیں۔
"عمارہ کہہ رہی تھی۔ آپ نے مجھ سے کوئی بات کرنی ہے؟" انہیں خاموش دیکھ کر اس نے خود ہی بات شروع کی تھی۔
"ہادی بیٹا! مجھے آپ کا شکریہ ادا کرنا تھا آپ نے مجھ پر جو احسان کیا ہے اس کا بدلہ میں شاید مر کر بھی ادا نہ کر سکوں۔" ان کا لہجہ بھیگ سا گیا۔
"آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں آنٹی! میں نے کوئی احسان نہیں کیا۔" ان کے دل گیر انداز پر اسے

تکلیف ہوئی تھی۔ "میں اپنے اس دن کے رویے پر بھی بہت شرمندہ ہوں لیکن میں کیا کرتی میں اکیلی عورت اس دنیا کی زبان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ آپ نے زینب کو اپنے نام اور ساتھ کا جو مان دیا ہے میں بتا نہیں سکتی کہ۔۔۔" آنسوؤں کا غلبہ اتنا تھا کہ وہ بات پوری نہ کر سکیں۔

"پلیز آنٹی!" اس نے انہیں اپنے بازو کے حلقے میں لے لیا۔ "میں ہر بات کو سمجھتا ہوں آپ نے ٹھیک کہا تھا۔ دنیا رشتوں کی سند مانگتی ہے۔ میں نے انہیں سند فراہم کر دی ہے۔ اب آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔" اس نے ان کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا تو وہ اس کا مہربان چہرہ دیکھ کر مسکرا دیں۔

"آپ خوش ہیں نا؟"

"جی۔" ان کے پوچھنے پر وہ دل سے مسکرایا تھا۔ "آپ نے زینب سے۔۔۔"

"آنٹی پلیز۔" اس نے بے اختیار انہیں ٹوکا تھا یہ سوال تو اس کے ساتھ جڑ کر رہ گیا تھا۔

"آنٹی! یہ مت پوچھیے گا کہ میں زینب سے شادی کیوں کر رہا ہوں۔" وہ یہی سوال پوچھنا چاہ رہی تھیں۔ باقی لفظ ان کے منہ میں ہی رہ گئے۔

"ہماری قسمت میں ایک دوسرے کا ساتھ لکھا تھا۔ وسیلہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو بنا دیا بس۔" حمیرا کتنی دیر اس کا چہرہ دیکھتی رہیں، انہیں اپنی بیٹی کے نصیب پر رشک آیا تھا۔

"اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش اور آباد رکھے۔" ان کے دل سے بے ساختہ اس کے لیے دعا نکلی تھی۔

"آپ بیٹھو میں آپ کے لیے شربت لاتی ہوں۔"

"نہیں آنٹی ابھی مجھے شادی کے کارڈ کلیکٹ کرنے جانا ہے، ہال کی پے منٹ کرنی ہے اور بھی بہت سے کام ہیں۔ ہاں اگر آپ نے کھیر بنائی ہے تو وہ کھلا دیں۔ آپ کے ہاتھ کی کھیر مجھے بہت پسند ہے۔"

حمیرا بے اختیار خوش ہو گئی تھیں۔ "ضرور بیٹا! میں کل ہی بنا کر آپ کو کھلاتی ہوں۔"

"آنٹی! ذرا شانی اور سدرہ کو بلا دیں۔" حمیرا نے دو تین دفعہ آواز دی لیکن کوئی نیچے نہیں اترا تھا۔

"آپ رہنے دیں آنٹی! میں خود انہیں لے آتا ہوں۔" انہیں سیڑھیاں چڑھتے دیکھ کر اس نے روک دیا۔ وہ آخری سیڑھی پر پہنچ کر رک گیا۔ دروازے کے بالکل قریب دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے یقیناً وہی تھی۔ اس کے قریب پہنچنے پر وہ زور سے کھنکھارا تھا اور وہ جو اپنے دھیان میں تھی چونک کر اسے دیکھنے لگی۔ وہ اسے اپنے سامنے دیکھ کر اتنی حیران ہوئی کہ نظریں بھی نہیں ہٹا سکی۔

"السلام علیکم۔" اس نے سلام کیا تو وہ شرمندہ ہو کر نظریں جھکا گئی۔

"سلام کا جواب بھی دیتے ہیں۔"

"وعلیکم السلام۔" وہ بہت آہستگی سے بولی تھی۔ ایک پل کے لیے رک کر اس نے بات کرنے کا سوچا لیکن پھر ارادہ بدل کر آگے بڑھ گیا۔

"ہادی بھائی! ایک دور ہو جائے۔" سمیر بیٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔

"یار! میں ضرور کھیلتا لیکن ابھی مجھے بہت ضروری کام سے جانا ہے پھر کسی دن۔" اس نے مسکرا کر سمیر کے بالوں کو بکھیرا۔

"چلو تم دونوں، تمہاری ماما بلا رہی تھی۔" اس نے دونوں بچوں سے کہا، لیکن ان کا موڈ ابھی مزید کھیلنے کا تھا۔ ہادی نے ایک نظر ان دونوں کو بھاگتے دیکھا اور اگلے ہی پل آگے بڑھ کر شانی اور سدرہ کو دبوچ لیا، وہ وہیں کھڑی سب دیکھ رہی تھی۔

"خالہ!" وہ دونوں اس کے قریب آنے پر چیخنے لگے تھے۔

"یہ خالہ نہیں ممانی ہے آپ کی۔" اس کے بالکل قریب کھڑے ہو کر اس نے ان دونوں سے کہا تھا جبکہ نظریں اسی پر تھیں۔ زینب ہونقوں کی طرح منہ اٹھا کر ہادی کو دیکھنے لگی۔

"مم۔۔۔ ممانی کیوں؟" شانی نے پہلے سوال کیا تھا۔

"میں کون ہوں" وہ شانی سے پوچھ رہا تھا۔

"ماموں۔" وہ بولا۔

"تو بیٹا! یہ آپ کے ماموں کی دلہن ہیں۔ اگر آپ انہیں خالہ کہو گے تو ماموں کے ساتھ ان کا رشتہ خراب ہو جائے گا۔"

بچے پتا نہیں سمجھے تھے یا نہیں البتہ اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا۔ وہ ایک لمحہ ضائع کیے بغیر نیچے کی طرف بھاگی تھی۔

وہ جب لاؤنج میں داخل ہوا۔ اندر ثمینہ اور عالیہ بیٹھے تھے۔

"کتنی دیر لگا دی تم دونوں نے؟" ان دونوں کو ہادی کے ساتھ آتا دیکھ کر عالیہ نے پوچھا۔

"اور حلیہ دیکھو کیا بنایا ہوا ہے۔" اس نے غصہ سے ان دونوں کے گندے کپڑے دیکھے۔

"بھائی آپ فارغ ہیں؟" وہ اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا جب عمارہ اس کے پیچھے آئی تھی۔

"کیوں؟" "وہ مجھے اپنے اور زینب کے کپڑے لینے ٹیلر کے پاس جانا ہے اور مجھے اور آپی کو جیولر کے پاس بھی جانا ہے۔" ہادی نے گھڑی کی طرف دیکھا۔

"مجھے بھی کام سے جانا ہے۔"

"بھائی پلیز! مجھے اور آپی کو بازار اتار کر آپ اپنے کام پر چلیں جائیں اور بعد میں ہمیں پک کر لیں۔" اس کے کہنے پر اس نے سر ہلا دیا تو عمارہ لاؤنج میں آگئی۔

"چلیں آپی! بھائی چل رہے ہیں، امی! آپ چلیں گی؟" اس نے ٹی وی دیکھتی ثمینہ سے پوچھا تو انہوں نے سر نفی میں ہلا دیا۔ عمارہ نے شکایتی نظروں سے عالیہ کو دیکھا جس نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کر کے اسے مزید بات کرنے سے منع کر دیا تھا۔

"شانی! زینب خالہ کیا کر رہی تھیں؟" عمارہ نے کیلا کھاتے شانی سے پوچھا۔

"خالہ نہیں ممانی۔ ان کا نام زینب ممانی ہے۔"

"ہیں۔" شانی کے کہنے پر عالیہ اور عمارہ حیرت سے اسے دیکھنے لگے جبکہ لاپروائی کا مظاہرہ کرتی ثمینہ بھی چونک کر اسے دیکھنے لگیں جبکہ لاؤنج کی طرف آتے ہادی نے بے ساختہ اپنا ماتھا پیٹا۔

"آپ کو کس نے کہا ایسا کہنے کو؟" عالیہ نے مسکرا کر شانی سے پوچھا۔

"ماموں نے کہا وہ ان کی دلہن ہیں۔"

"اچھا۔" اسے عالیہ کی معنی خیز آواز سنائی دی تھی۔ وہ دل کڑا کر لاؤنج میں آگیا تھا۔

"جلدی چلو دیر ہو رہی ہے۔" کہہ کر وہ رکا نہیں تھا۔

"ہادی! ذرا رکو تو۔۔۔" عالیہ کی آواز پر وہ نا چاہتے ہوئے بھی رکا تھا۔ عالیہ اور عمارہ دونوں اس کی طرف بڑھیں۔

ثمینہ کی نظریں ان تینوں کے کھلکھلاتے چہروں پر تھیں۔ وہ ان سے اتنے فاصلے پر تھے کہ وہ ان کے درمیان ہونے والی گفتگو تو نہیں سن سکتی تھیں لیکن اندازہ کر سکتی تھیں۔ ہادی کی خوشی کا۔

ان کے اکلوتے بیٹے کی شادی ہونے والی تھی۔ اس وقت کا انہیں کب سے انتظار تھا لیکن وہ ہادی سے ناراض تھیں۔ انہیں لگتا تھا۔ اس نے مجبوری میں یہ رشتہ کیا ہے۔ لیکن مجبوری چہرے کو ایسا روشن تو نہیں کرتی صرف مسکرانے والا ہادی اب کھل کر ہنستا تھا۔ یہ دل کی خوشی تھی جو اس کے چہرے پر بھی نظر آ رہی تھی۔ ان کی ساری ناراضی پل میں ہوا ہو گئی۔ اچانک انہیں زینب پر پیار آنے لگا۔ وہ ایک دم اٹھ کر ان تینوں کے قریب آگئی تھیں، وہ تینوں چونک کر ان کو دیکھنے لگے۔

"میں بھی چلوں۔ اپنی شاپنگ تو میں نے کی ہی نہیں۔" وہ تینوں پہلے تو حیرت سے انہیں دیکھتے رہے پھر مسکرا دیے۔

"آپ دونوں گاڑی میں چل کر بیٹھیں۔ میں ذرا بچوں کو بھی تیار کر لوں۔ عمارہ! تم ذرا میری ہیلپ کروا دو۔"

عالیہ کے کہنے پر عمارہ اس کے پیچھے چل دی۔

"ہادی! تم خوش ہو نا؟" ثمینہ کے سوال پر وہ ان کا چہرہ دیکھنے لگا۔

"امی۔۔۔! آپ کو کیا لگتا ہے؟"

"مجھے لگتا ہے تم خوش ہو۔" ان کے کہنے پر وہ مسکرا دیا تھا۔

Scan & PDF
FIAZ AHMED
FriendsKorner.com

"میں بہت خوش ہوں۔ کیا آپ خوش ہیں؟"

"تم خوش ہو تو میں بھی خوش ہوں۔" ان کے دل سے جیسے کوئی بوجھ ہٹا تھا۔

"یہ کوئی بات نہ ہوئی امی! آپ اپنی بات کریں کیونکہ جب سے زینب سے میری بات طے ہوئی ہے آپ مجھ سے ناراض ہیں۔ آپ کو زینب پسند نہیں؟"

انہوں نے سر نفی میں ہلایا۔ "ایسی بات نہیں۔ مجھے زینب بہت پسند ہے میں سمجھی تمہیں پسند نہیں صرف جو حالات پیدا ہوئے ہیں تم نے ان سے مجبور ہو کر یہ فیصلہ کیا ہے۔ یہی میری ناراضی کی وجہ تھی لیکن اب میں نے دیکھا ہے میرا بیٹا بہت خوش ہے۔" انہوں نے مسکرا کر اس کا گال چھوا تو وہ نظریں جھکا کر ہنس پڑا۔ ثمینہ نے اس کا ماتھا چوم لیا۔

"سدا ایسے ہی خوش رہو۔ مجھے تو زینب کا احسان مند ہونا چاہیے جس نے میرے بیٹے کو ہنسنا سکھا دیا ہے۔"

ان کے کہنے پر وہ کچھ بولا نہیں تھا بس مسکراہٹ تھی جو ہونٹوں پر چیک کر رہ گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

"زینب!" حمیرا کی پکار پر وہ کچن میں داخل ہوئی۔

"جی امی!"

"بیٹا! یہ عمارہ کے گھر دے آؤ۔" انہوں نے کھیر کا ڈونگہ اس کی طرف بڑھایا۔

"میں؟" اس نے حیرت سے اپنی طرف اشارہ کیا۔

"کیوں تمہیں کیا ہے؟"

"امی! میں آپ سمیر کو بھیج دیں۔"

"سمیر ہوتا تو تمہیں کہتی۔ اب جاؤ بھی گیٹ پر پکڑا کر آجانا۔"

زینب نے بے بسی سے ماں کو دیکھا اور باہر آگئی۔

"امی بھی ناں سمجھتی نہیں۔" وہ بڑبڑاتی ہوئی عمارہ کے گھر کی طرف بڑھنے لگی۔ بیل بجانے کی نوبت نہیں آئی گیٹ کھلا تھا وہ بہت محتاط نظروں سے دیکھتی ہوئی اندر بڑھی لاؤنج میں داخل ہو کر اس نے عمارہ کو آواز دی تھی لیکن وہی ہوا جس کا ڈر تھا ہادی اس کے سامنے تھا اس نے حواس بحال کر کے اسے سلام کیا وہ وعلیکم سلام کہتا ہوا اس کے قریب آیا۔ ساتھ ہی کلون کی دلفریب خوشبو بھی آئی۔

"امی نے آپ کے لیے کھیر بھیجی ہے۔"

"او گریٹ۔" اس نے ڈونگہ اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ "تم نے بنائی ہے؟" اس نے ڈھکن اٹھا کر دیکھنے کے بعد اس سے پوچھا تو اس نے سر نفی میں ہلایا۔

"بنانا آتی ہے؟" اس نے ایک بار پھر سر نفی میں ہلایا۔

"تو آنٹی سے سیکھ لو کیونکہ مجھے کھیر بہت پسند ہے۔ بیٹھو میں آتا ہوں۔"

زینب نے کب سے جھکی نظریں اٹھا کر اس کی پشت کو دیکھا۔ وہ کچن میں جا رہا تھا۔ زینب ابھی تک حیران کھڑی تھی کیونکہ وہ امید نہیں کر رہی تھی ہادی اتنے آرام سے بھی بات کر سکتا ہے یعنی ان کے درمیان رشتے نے اس پر کچھ تو اثر ڈالا ہے۔

"تم ابھی تک کھڑی ہو؟" وہ اندر داخل ہوتے ہوئے بولا۔

"عمارہ!"

"گھر پر کوئی نہیں ہے۔" اس نے کھیر کھاتے ہوئے بڑے نارمل انداز میں اطلاع دی تھی۔ اگلی بات اس سے بھی زیادہ حیران کن تھی۔

"بیٹھ جاؤ تمہارا اپنا گھر ہے۔"

"نہیں میں چلتی ہوں۔" وہ گھبرا کر مڑی تھی۔

"بیٹھ جاؤ زینب! مجھ تم سے ضروری بات کرنی ہے۔" اس نے مڑ کر اسے دیکھا اسے یونہی کھڑے دیکھ کر کھیر کھاتا ہادی کا ہاتھ رک گیا تھا۔ وہ خائف ہو کر سنگل صوفے پر بیٹھ گئی۔ اس نے خالی رکابی سینٹرل ٹیبل پر رکھ دی اور دوبارہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"میں نے سوچا تھا یہ سب باتیں شادی کے بعد کروں گا لیکن کچھ باتیں ایسی سامنے آئی ہیں جن کی وجہ سے میں چاہتا ہوں کچھ باتیں کلیئر ہو جائیں تو اچھا ہے۔" زینب نے پریشانی سے اسے دیکھا۔ جانے اب

کیا انکشاف ہونے جا رہا تھا۔

"جب سے ہماری بات طے ہوئی ہے مجھ سے بار بار ایک ہی سوال پوچھا جا رہا ہے۔ تم زینب سے شادی کیوں کرنا چاہتے ہو حتیٰ کہ تم نے بھی عمارہ سے یہ کہا کہ میں تم سے شادی تم پر ترس کھا کر کر رہا ہوں۔ کیا تم مجھے بتا سکتی ہو میں تم پر ترس کیوں کھاؤں گا؟"

زینب ہاتھ مسلتے ہوئے سر جھکا گئی۔

"میں نے کچھ پوچھا ہے؟" اس کی بھاری سنجیدہ آواز پر اس نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"ترس کے علاوہ کوئی اور وجہ بھی تو نہیں ہو سکتی میں اچھی طرح جانتی ہوں میں آپ کو اچھی نہیں لگتی لیکن اس کے باوجود آپ نے مجھ سے شادی کا فیصلہ کیا صرف اس لیے کیونکہ میں مشکل میں تھی۔ آپ نے مشکل وقت میں میری امی کی عزت رکھی۔ آپ کا یہ احسان میں کبھی نہیں بھول سکتی۔" وہ جھکی نظروں کے ساتھ بولی تھی۔

"پسند تو تم بھی مجھے نہیں کرتی تھیں۔ تمہارے نزدیک وہ دنیا کی فضول ترین لڑکی ہوگی جو مجھ سے شادی کرے گی میرے تو دل کی جگہ پتھر فٹ ہے۔ میں تو گھور گھور کر اس کا خون ہی جلا دوں گا۔"

زینب سب بھول کر پوری آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگی جو اس کے کہے ہوئے جملے لفظ بہ لفظ دہرا رہا تھا۔

"میرے بارے میں اتنا جاننے کے باوجود تم نے بھی شادی کے لیے انکار نہیں کیا اور باوثوق ذرائع سے مجھے پتا چلا ہے کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو۔" اب کے جملے کے اختتام پر وہ مسکرایا بھی تھا۔ زینب صوفے سے یوں کھڑی ہوئی تھی جیسے وہاں کانٹے اگ آئے ہیں۔

"یہ آپ سے عمارہ نے کہا؟" یہ پوچھتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔ ہادی بھی اٹھ کر اس کے سامنے آگیا۔

"یہ بات تمہیں عمارہ کے بجائے مجھ سے کہنی چاہیے تھی کیونکہ جس سے محبت ہو بتانا اسے چاہیے نہ کہ اس کی بہن کو۔" زینب کا جھکا ہوا سر جھکا ہی رہ گیا تھا۔ اس میں اتنی ہمت نہیں رہی تھی کہ وہ اس سے نظریں ملا سکے۔

"زینب!" اسے مسلسل سر جھکائے کھڑے دیکھ کر ہادی کو اسے پکارنا پڑا۔ تو زینب نے دونوں ہاتھوں سے آنکھوں کو صاف کر کے سر اٹھایا۔ وہ اس کے بہت قریب کھڑا تھا۔ صرف ایک پل کے لیے اس کی نظریں اس کی نظروں سے ملی تھیں اور پھر دوبارہ جھک گئی تھیں اور ساتھ ہی وہ دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔

"عمارہ نے صحیح کہا تھا۔" اس کا انداز ہی ایسا تھا کہ وہ بے اختیار اسے دیکھنے لگی۔

"عمارہ نے کہا تھا آپ نے زینب کو غور سے نہیں دیکھا۔ وہ بہت خوبصورت ہے۔ اور تمہیں قریب سے دیکھا تو پتا چلا واقعی تم خوبصورت ہو۔" زینب کی آنکھوں میں پہلے حیرت اور پھر ہونٹوں پر مسکراہٹ اتری تھی۔

"میں نے جس وقت تم سے شادی کا فیصلہ کیا۔ اس وقت اگر اس میں ہمدردی نہیں تھی تو محبت بھی نہیں تھی۔ پتا نہیں کون سا جذبہ تھا جس نے مجھ سے یہ فیصلہ کروایا لیکن اس فیصلے کے بعد تم خود بخود اپنی اپنی سی لگنے لگیں۔ اور آج ابھی اسی پل مجھے لگا مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے۔" ہادی دو قدموں کا فاصلہ طے کر کے اس کے قریب آگیا تھا۔ زینب کے ہونٹوں پر اب بھی مسکراہٹ تھی لیکن اب وہ مسکراہٹ پہلے سے گہری ہو گئی تھی۔

"امی انتظار کر رہی ہوں گی۔"

اسے مسلسل دیکھتا پا کر وہ دھیمی آواز میں بولی اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی۔ اسے یوں گھبرا کر بھاگتا دیکھ کر وہ ہنس پڑا تھا۔

"جاتے جاتے میرے لیے تو کچھ کہتی جاؤ۔" وہ یکدم رکی، مڑ کر دیکھا وہ مسکرا رہا تھا۔

"آپ ہنستے ہوئے بہت اچھے لگتے ہیں۔"

وہ کہہ کر رکی نہیں تھی لیکن گیٹ سے نکلنے سے پہلے اس نے ہادی کا قہقہہ سنا تھا اور وہ خود بھی مسکرا دی تھی۔ کیونکہ وہ جان گئی تھی اب اسے زندگی کی راہ میں ہادی کے سنگ ہمیشہ مسکراتے ہی رہنا تھا۔

☼

Scan & PDF FIAZ AHMED Friends Korner.com